وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

یہ رسالہ ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو دارالامان قادیان سے شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ [illegible]

جلد ۱۵ نمبر ۱۰

رسالہ

تشحیذ الاذہان

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۰ء مطابق ماہ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

فہرست مضامین

سالانہ قیمت عوام سے ۲ | غیر ممالک سے ۳ | طلبہ سے ۱

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا اور چوہدری عبد السلام پبلشر نے شائع کیا

ریویوز

ہمارے بھائی محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان نے اس گرانی طباعت کے زمانہ میں باوجود فراوانی اخراجات چند چھوٹے چھوٹے رسالے شائع کیے ہیں جنکو بہت سی تعداد میں خرید کر برادر محمد یامین کی ہمت بڑھانی چاہیے کیونکہ تبلیغ و اشاعت کے لیے بہت ہی کار آمد ہیں۔

تحفہ مسیح بیان ہر دو حصہ مکمل یہ ایک مشہور و معروف پنجابی نظم کی تبلیغی کتاب ہے جو بعد تصحیح مصنف مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ساکن بھڈیال چوتھی بار چھپوائی گئی ہے۔ کاغذ لکھوائی چھپائی۔ نہایت عمدہ و قابل تعریف قیمت صرف ۵۔

سفید منارہ قریب احمد کا نظارہ مولوی حکیم کرم داد صاحب دوالمیال کی تازہ پنجابی نظم ہے جسمیں آجکل کے پیش آمدہ واقعات کو احادیث نبویہ و آیات قرآنیہ سے دکھایا گیا ہے اور سلسلہ احمدیہ کی تصدیق کی ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ۔ قیمت ۱۰۔

وفات مسیح بر آیات قرآنی ۴۰۔ آیات جن سے موت مسیح پر استدلال کیا جاتا ہے با ترجمہ جمع کردی گئی ہیں قیمت ۸ ر ایک روپیہ کی بیس ۲۰۔

وفات مسیح ناصری حضرت مسیح موعود کا مضمون افادات البخاری ازالہ اوہام حصہ دوم سے الگ چھپوایا گیا ہے عزیزی پریس آگرہ میں قیمت ار ایکروپیہ کے بیس ۲۰۔

احمدی غیر احمدی میں فرق حضور مسیح موعود کی وہ تقریر دلپذیر جو ۱۹۰۵ء میں ہوی۔ پہلے دو چار بار چھپی مگر یہ بلحاظ نفاست طبع یہ بڑھ چڑھکر ہے۔ قیمتہ ار ایکروپیہ کی بیس ۲۰۔

تبلیغی کارڈ گیارہ قسم کے مختلف کارڈ جنکے ایکطرف نصف پر تبلیغی اشعار و مضامین مندرج ہیں سفید ڈمی کاغذ پر چھاپے گئے ہیں ایک روپیہ سینکڑہ سچ کے خط بھی لکھیے اور تبلیغ کا ثواب بھی لیجیے۔

گلدستہ احمدیہ حصہ ۲ مختلف احمدی شعراء کی تبلیغی نظموں کا مجموعہ ۳ ر فی جلد حصہ اول ۴ ر

نماز مترجم دوسرا اڈیشن بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے قیمت امر عہ کی ۱۲۔

برادر محمد یامین۔ دُرِ ثمین۔ فارسی ترتیب دے چکے ہیں۔ عنقریب طبع ہوگی۔ اور نعم الکمل ہر چہار حصے ان نظموں کے ساتھ جو ابھی تک شائع نہیں ہوئیں کل مجموعہ بھی جلد چھپنے والا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۰ء

اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل

وجہ تحریر مضمون جیون تت مجریہ یکم جون ۱۹۲۰ء میں ہمیں کسی دیوسماجی صاحب کا یہ مضمون پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ وہ اس جہان کے خالق و مالک حیّ و قیوم حاضر و ناظر ازلی ابدی ہستی کے علمی اور عقلی رنگ میں ثبوت اور دلائل چاہتے ہیں۔ چونکہ ہم بھی اس پاک وراء الورا ہستی کے پرستار ہیں اور محض اسی کے فضل و کرم سے عالم عدم سے عالم ہست میں آئے ہیں اور ہمارا وجود محض اسی کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے لہٰذا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اپنے سماجی دوستوں کے مطالبہ کو پورا کرنے کی کوشش کریں مگر جیسے کہ ہم اپنے کلام میں متانت سنجیدگی اور شرافت برتیں گے ایسا ہی ہمیں اپنے حریف سے امید ہے کہ انکا کلام بھی ان باتوں سے عاری نہ ہوگا اور کسی قسم کا استہزا یا تمسخر اور دل آزار کلمہ استعمال نہ فرمائیں گے

دیوسماجی کی دلیل ہمارے سماجی دوست نے اپنی علمی دلیل میں یہ بیان فرمایا ہے ا۔ کہ از روئے سائنس تمام کائنات میٹر اور فورس (مادہ اور طاقت) ہی سے بنی ہے اور انکی مجموعی مقدار ہر صورت میں برابر رہتی ہے لہٰذا وہ ازلی ابدی ہیں اور کائنات کا خالق نہیں۔ ب اسبات کا جواب کہ مختلف شکلیں کیونکر بنتی ہیں یہ ہے کہ مادہ اور طاقت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۰ء

اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل

وجہ تحریر مضمون جیون تت مجریہ یکم جون ۱۹۲۰ء میں ہمیں کسی دیوسماجی صاحب کا یہ مضمون پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ وہ اس جہان کے خالق و مالک حیّ و قیوم حافظ و ناظر ازلی ابدی ہستی کے علمی اور عقلی رنگ میں ثبوت اور دلائل چاہتے ہیں۔ چونکہ ہم بھی اُس پاک و راء الوراء ہستی کے پرستار ہیں اور محض اُسی کے فضل و کرم سے عالم عدم سے عالم ہست میں آئے ہیں اور ہمارا وجود محض اُسی کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے لہٰذا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اپنے سماجی دوستوں کے اس مطالبہ کو پورا کرنے کی کوشش کریں مگر جیسے کہ ہم اپنے کلام میں متانت سنجیدگی اور شرافت برتیں گے ایسا ہی ہمیں اپنے حریف سے اُمید ہے کہ انکا کلام بھی ان باتوں سے عاری نہ ہوگا اور کسی قسم کا استہزا یا تمسخر اور دل آزار کلمہ استعمال نہ فرمائیں گے

دیوسماجی کی دلیل ہمارے سماجی دوست نے اپنی علمی دلیل میں یہ بیان فرمایا ہے کہ چونکہ آجکل سائنس تمام کائنات میٹر اور فورس (مادہ اور طاقت) ہی سے بنا کر دیتی ہے اور انکی مجموعی مقدار ہر صورت میں برابر رہتی ہے لہٰذا وہ ازلی ابدی ہیں اور کائنات کا خالق خدا نہیں۔ اب اس بات کا جواب کہ مختلف شکلیں کیونکر بنتی ہیں یہ ہے کہ مادہ اور طاقت

کہ آپس میں عمل در عمل سے یہ شکلیں ظہور پذیر ہو رہی ہیں +

دیو سماجی کی علمی ٹھوکر

مجھے اپنے قابل دوست کی یہ دلیل پڑھکر بہت افسوس ہوا کہ انھوں نے سائنس کی آڑ میں ایک بات کہہ کر سخت ٹھوکر کھائی ہے اور غالباً انھوں نے یہ سمجھا ہے کہ اگر سائنس کا نام لے کر رطب و یابس اناپ شناپ جو منہ میں آئے کہدیا جائے تو وہ سب علمی باتیں ہو جائینگی کیونکہ جہلاء سائنس کا نام سنکر مرعوب ہو جاتے ہیں۔ بیشک جہلاء تو ایک حد تک متاثر ہو جائیں گے مگر اہل علم اور حقیقت شناس محض میٹر اور فورس کا نام سنکر اپنے عقل و فہم فکر اور تدبر کو جواب نہیں دیدیں گے بلکہ بہان طاقتوں کو اس کی تحقیق میں صرف کریں گے +

سائنس صرف کیفیت بتاتی ہے نہ کہ حقیقت

میرے معزز دوست! سائنس والوں کا یہ ہرگز قول نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ میٹر اور فورس دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور اپنی مقداروں میں ہمیشہ سے محدود اور معین خواص میں چلی آتی ہیں کیونکہ جہانتک ان کا تجربہ ہے وہ اس سے زیادہ بات نہیں کر سکتے کہ میٹر اور فورس کے متعلق ابتک جتنے تجربے ہوئے ہیں یہ دونو چیزیں اپنی مقداروں میں گھٹتی بڑھتی معلوم نہیں ہوتیں۔ سائنس صرف کسطرح پر بحث کرتی ہے "کیوں" پر نہیں کرتی۔ یعنی سائنس صرف یہ بتلاتی ہے کہ ایسا ہوتا ہے اور یہ کہ کیوں ایسا ہوتا ہے یہ سائنس نہیں بتلاتی۔ مثلاً سائنس یہ کہتی ہے کہ زمین سورج کے گرد ایک خط بناتی ہے مگر یہ کہ کیوں بناتی ہے اس سے وہ خاموش ہے۔ سائنس صرف قدرت کے ظاہری مناظر پر روشنی ڈالتی ہے مگر یہ کہ کسی چیز کی حقیقت کیا ہے وہ نہیں بتلا سکتی۔ مثلاً جب ایک کتاب ہمارے سامنے آتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ کتاب ہی تو اسکے معنے یہ نہیں ہوتے کہ جو چیز ہمارے سامنے آئی ہے وہ کتاب ہے بلکہ اسکے معنے صرف یہ ہوتے ہیں کہ اس چیز کی بعض صفات سے ہمارے حواس متاثر ہوئے ہیں جسکے مجموعی اثر کو ہمنے ایک نام سے تعبیر کیا ہے جو کتاب ہی نظر نے اسکے رنگ لمبائی چوڑائی اور موٹائی کو دیکھا۔ چھونے نے اسکی نرمی اور سختی کو معلوم کیا علیٰ ہذا القیاس باقی حواس نے بھی حسب قوت یافتہ کچھ معلوم کیا اور بس۔ مگر یہ کہ حقیقت میں کتاب کیا چیز ہے اسپر سائنس کوئی روشنی نہیں ڈالتی اور یہی حال باقی چیزوں کی حقیقت کے متعلق ہے

تیز پر چونکہ ہمارے حواس محدود ہیں اسلئے علم سائنس بھی محدود ہے۔ پس جس چیز کو ہمارے حواس معلوم نہ کر سکیں اُسکے متعلق یہ کہنا کہ وہ چیز ہے ہی نہیں سخت غلطی ہے اور جسکو وہ معلوم کریں اُسکے متعلق یہ رائے قائم کرنی اور یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ ہمیشہ سے اسی طرح ہے اور اسی طرح رہیگی سخت نادانی ہے اور سراسر علم سائنس کے خلاف ہے ✤

سائنس کی تحقیقات مکمل نہیں

کسقدر تبدیلیاں ہیں جو آئے دن ہوتی رہتی ہیں اور کونسا سائنس کا لا اور مسئلہ ہے جو کہ غیر متبدل ہے۔ پہلی جو گرمی کے متعلق "کلاری" والی تھیوری تھی وہ اب کہاں ہے۔ گریوی ٹیشن کے لا کے متعلق جو پہلے خیال تھا وہ اب کس جگہ قائم ہے۔ زمین و آسمان سورج چاند کی حرکت و سکون کے متعلق جو پہلی تحقیق تھی اب اُسکو کون مانتا ہے اور کون سائنسدان ہے جو یہ کہہ سکے کہ جو موجودہ تحقیق ہے اور مسائل ہیں وہ ازلی ابدی ہیں ✤

مادہ کے متعلق سائنس کی تحقیق پیچیدہ

پس مادہ کے متعلق یہ کہنا کہ یہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہے اور ایسا ہی رہیگا سائنسدان کا کام نہیں جن معنوں میں آپ اسکو ہمیشہ سے یا ازلی ابدی بولتے ہیں سائنس کے محدود احاطہ میں وہ الفاظ داخل بھی نہیں ہو سکتے۔ مادہ اور طاقت کے متعلق سینکڑوں تجربے جو اب تک ہوئے ہیں وہ اس نتیجہ پر قائم نہیں جو آپنے نکالا ہے۔ بہت سے تجربے اسکے خلاف بھی ہوئے ہیں اور سلسلہ تحقیقات ابھی تک جاری ہے۔ اسوقت جسطرف زیادہ رجحان سائنسدانوں کا ہے وہ یہ ہے کہ مادہ اور طاقت دو علیحدہ علیحدہ چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی چیز ہے اور مادہ اصل میں طاقت ہی کی ایک صورت کا نام ہے۔ مادہ کی ہستی کا ہمیں اسی وقت علم ہوتا ہے جبکہ وہ کسی طاقت سے ہماری طاقت کا مقابلہ کرتا ہے مثلاً آدمی چلتا ہے اسکے جسم پر ہوا لگتی ہے یا کسی درخت یا کسی دیگر چیز سے وہ ٹکراتا ہے تو اسکی اپنی طاقت کا مقابلہ کسی دوسری طاقت سے ہوتا ہے تو اس چیز کی ہستی کو وہ قبول کرتا ہے پس مادہ کو طاقت سے علیحدہ کر کے کوئی نہیں سمجھا سکتا۔

اسکے علاوہ خود طاقت کی مختلف صورتوں کے جو علیحدہ علیحدہ نام مقرر ہو سکے ہیں مثلاً گرمی۔ بجلی۔ مقناطیس۔ گریوی ٹیشن وغیرہ مادہ کی تبدیلی ان صورتوں میں اور ان

صورتوں میں سے طاقت کی تبدیلی مادہ میں ہو جانا کم از کم ایک زیر غور مسئلہ ہے اور بہت سے لطیف تجربے اسکی تائید میں ہو رہے ہیں پس ان متنازعہ فیہ سائنس کے مسائل پر مذہبی اصولوں کی بنیاد رکھنا دانشمندی سے کس قدر دور ہے +

ہمارے مکرم مہاشہ صاحب! ابھی تک آپ نے صرف فزیکل سائنس کے میٹر اور انرجی کو لیا ہے لیکن زندہ مادہ کی قوتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے جسکی چند صفات یہ ہیں کہ ہر زندہ مادہ اپنی شکل پیدا کرتا ہے۔ اپنے گرد و نواح کے اثرات سے متاثر ہو کر جواب دیتا ہے وغیرہ وغیرہ اور یہ تمام باتیں ایک بالکل علیٰحدہ قسم کی طاقت (جسکو بایوٹک انرجی کہتے ہیں) کا نتیجہ بتلاتے ہیں اور یہ فزیکل انرجی سے بالکل علیٰحدہ چیز ہے۔ اس سے آگے چلکر انسان کے قلبی اور دماغی طاقتوں کا بھی آجکل ظہور ہو رہا ہے پس اگر سائنس پر بھی مذہبی اصولوں کی بنیاد رکھی جائے تب بھی ایک اتنا وسیع اور ہمیشہ بڑھتا اور تبدیل ہوتا میدان ہمارے سامنے آتا ہے کہ اسکے سامنے صرف میٹر اور فورس کو لے لینا سائنس کا نام لے کر اس سے ایک بڑی لاعلمی کا اظہار کرنا ہے +

سائنس اور تھیوری میں فرق کرو

باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ یہ مختلف شکلیں اور روپ محض میٹر اور فورس کے عمل ردعمل کا نتیجہ ہیں مجھے یہ بات پڑھکر بہت ہی افسوس ہوا کہ آپ سائنس کے دلدادہ تو اسقدر ہیں کہ مذہبی اصولوں کی بنیاد بھی اسپر رکھتے ہیں مگر خیر سے لاعلمی کا یہ عالم ہے کہ سائنس اور تھیوری یا قیاس میں فرق نہیں جانتے۔ آپکے خیال میں تھیوری یا قیاس بھی شاید سائنس ہی ہوتی ہے۔ میرے مکرم! یہ سائنس کا مسئلہ ہرگز نہیں کہ یہ مختلف شکلیں مادہ اور طاقت کے ہی عمل ردعمل سے ہوتی ہیں اور اور کوئی اثر بیرونی اُنپر نہیں ہوتا یہ محض کسی آپ جیسے سائنس دان کا قیاس اور تھیوری ہو تو ہو ورنہ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ کسی کتاب میں بطور مسئلہ سائنس یہ بات لکھی ہے؟ لیکن آپ کسی کے قیاس کو بھی سائنس ہی سمجھ رہے ہیں اگر کل کوئی سائنسدان یہ کہہ دے کہ میرے خیال میں اہل زمین دوسرے ستاروں سے باتیں کر سکتے ہیں تو بغیر اسکے کہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچے آپ اسکو سائنس کا مسئلہ سمجھ لیں گے

مادہ میں شعور اور اشیاء میں خاص نظام کے ساتھ اتحاد فی الاختلاف اور اختلاف فی الاتحاد ہستی باری کا ثبوت ہے

بالفرض اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ تمام نیرنگیاں اور شکل و

ضرور اسی بات کا نتیجہ ہیں گو اسپر کوئی عقلی دلیل اور مشاہدہ پیش نہیں کر سکتا تو بھی ہم کہتے ہیں کہ ان ذی شعور چیزوں میں شعور کہاں سے آگیا۔ مادہ میں شعور کا ہونا تو کوئی سائنس پیش نہیں کرتی پس یہ کہاں سے آگیا جو جوہر اصل میں نہیں وہ فروعات میں کیسے آگیا انسان کے اندر ادراک۔ فہم۔ تناسل۔ توالد۔ ارادہ۔ اختیار۔ جذبات یہ سب چیزیں کہاں سے آگئیں خود میٹر میں تو یہ چیزیں بالکل نہیں پس کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ یہ مادہ اور فورس کا کرشمہ نہیں ہے بلکہ کسی انٹیلیجنٹ بی انگ (صاحب ارادہ اور حکیم ہستی) کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ خدا تم اس کائنات کے نظام اور تناسب پر تو غور کرو اگر کوئی خدا نہیں تو انصاف تو ضرور کوئی چیز ہے مالقصاحت سے کھو کر تمہارے جسم کا ہر عضو ہر رگ و ریشہ کس احسن۔ ابلغ اور اکمل طریق پر بنا ہوا ہے چنانچہ علم الحیات کا ایک مانا ہوا مسئلہ ہے کہ ہر حیوان اپنے اعضا و حالات کے لحاظ سے بہترین اور مناسب ترین حالت میں پیدا ہوتا ہے اور پھر انکا آپس میں کیسا گہرا جوڑ اور ارتباط ہے پھر ہر ایک کا کام کس طرح دوسرے کو فائدہ مند ہو رہا ہے پھر اس تمام جسم کا ہی نوع حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔ زمین آسمان۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ حجر۔ شجر۔ پہاڑ۔ دریا۔ سمندر غرض تمام کائنات کے ذرہ ذرہ سے کیسا سلسلہ وار تعلق ہے اور یہ تمام سلسلہ اسطرح ایک لڑی میں پرویا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک سلک میں موتی۔ جب اس نظام۔ تناسب۔ توافق۔ اتحاد اور ارتباط پر چشم بینا نظر ڈالتی ہے تو خیرہ ہو جاتی ہے۔ مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ۔ یقیناً یقیناً آنکھ دیکھتے دیکھتے تھک جائیگی اور شرمندہ ہو جائیگی مگر اس نظام میں کوئی نقص نہیں نکال سکے گی۔ یہ تو اتحاد اور نظام کی نظر تھی اب ذرا اختلاف پر نظر ڈالو کہ کتنا بڑا اختلاف بھی ہے۔ ایک چیز بھی اپنے خواص۔ شکل و صورت۔ قد و قامت۔ اکل و شرب میں دوسری سے نہیں ملتی حتٰی کہ ایک ہی نوع کی مختلف چیزیں آپس میں نہیں ملتیں۔ یہ نظر بھی اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے کہ اس سلسلہ کو پیدا کرنے والا نہایت ہی کامل اور صاحب ارادہ مصور ہے کیونکہ بغیر مرکب کے کوئی چیز ترکیب نہیں پا سکتی۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اتفاقیہ طور پر اگر کچھ سیاہی گر جائے تو اس سے کوئی حرف بھی بن جائے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ اتفاقیہ طور پر سیاہی

گری ہو تو اسکے گرنے کے ساتھ نہایت خوبصورت حروف۔ الفاظ بسطور۔ ہزارہا صفحات پر لکھے گئے ہوں اور پھر وہ صفحات نہایت لطیف اور وسیع مضامین اور مطالب پر متضمن بھی ہوں۔ پس انصاف سے کہو آخر تم لوگ اپنے آپ کو بڑے عقل کے دھنی سمجھتے ہو کہ یہ اتحاد فی الاختلاف اور اختلاف فی الاتحاد بغیر کسی قسم کے بگاڑ۔ فساد اور ٹکرانے کے کیسے چل رہا ہے اور کیسے پیدا ہوگیا۔ مادہ میں اتنا شعور کہاں سے آگیا کہ اس نے وہ کام کر دکھایا جسکی کُنہ معلوم کرنے سے عقل بھی عاجز ہے۔

حدبندی بتلارہی ہے کہ کوئی محدِّد ضرور ہے

ایک تیسری نظر پھر کائنات پر ڈالو اور دیکھو کسطرح اسکی تمام چیزیں اپنے الگ الگ دائرہ میں محدود اور مسخر کردی گئی ہیں۔ انسان کے پیٹ سے انسان۔ حیوان سے حیوان درختوں سے درخت پیدا ہوتے ہیں کبھی نہیں ہوا کوئی گائے کا بچہ انسان کے پیٹ سے اور کوئی درخت انسان کے پیٹ سے اور کوئی انسان کا بچہ کسی درخت سے پیدا ہوا ہو پھر سب چیزوں کی ترقی۔ نشوونما۔ کی بھی ایک حد ہے۔ انسان ایک حد تک ترقی کرسکتے ہیں۔ درخت بھی ایک حد تک علیٰ ہذا القیاس سب چیزیں ایک حد تک بڑھ سکتی ہیں اس سے آگے نہیں چل سکتیں پس یہ حدبندی صاف بتلا رہی ہے کوئی مُحدِّد ہے جسنے پہلے پیدا کیا اور پھر حد بندی کی۔ اور اسی کیطرف قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا یعنی پہلے اُس نے تمام چیزوں کو خود پیدا کیا اور پھر اُنکی حدبندی کردی۔ وگرنہ جیسے کہ تم کہتے ہو کہ مادہ غیر محدود ہے۔ ازلی ابدی ہے تو پھر اس سے نکلی ہوئی چیزیں کیوں محدود اور غیر ازلی ابدی ہیں ؟

میٹر اور فورس سے خود بخود کچھ بھی نہیں بنتا۔

آپ کی اس بات کا اسطرح بھی ابطال ہو جاتا ہے کہ ہم آپ کو کچھ گارا اینٹیں اور دیگر ضروری مصالح دیدیتے ہیں آپ اسکو ایک جگہ میدان میں رکھدیں۔ اور ہم آپ کو چیلنج دیتے ہیں کہ آپ اپنے مادہ اور فورس سے کہیں کہ وہ اپنے عمل درعمل سے ایک عمارت کھڑی کردیں لیکن وہ ہرگز نہیں کرسکینگے اور کبھی نہیں کرسکینگے خواہ کتنی صدیاں گزر جائیں جبتک کہ کسی صاحب ارادہ معمار کا ہاتھ کام نہ کریگا وہ عمارت ہرگز کھڑی نہ ہوسکیگی۔ پس یہ کیسی باطل بات ہے کہ محض میٹر اور فورس کی ایکشن اور عمل سے سب شکلیں بنی ہیں مگر

جواب ٹیسٹ پیش کردہ مسٹر [illegible]

اب میں آپکے پیش کردہ ٹیسٹوں (امتحانوں) کے متعلق کچھ لکھنا چاہتا ہوں اسکے بعد میں اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل پیش کرونگا۔ آپنے جو ٹیسٹ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے متعلق پیش کیا ہے یعنی یہ کہ اگر کوئی خدا ہے تو بند گھڑی کو چلادے اسپر میرا یہ سوال ہے کہ آپنے یہ اسی لیے پیش کیا ہے کہ گھڑی خود بخود نہیں چل سکتی جبتک کہ کوئی اور ہستی اسکو نہ چلاوے۔ پس میں کہتا ہوں کہ جب ایک معمولی اور چھوٹی سی گھڑی بغیر کسی کے چلانیکے نہیں چل سکتی تو انصاف سے کہو اور اپنی پیشکردہ اصل کا پاس کرتے ہوئے کہو کہ اتنی بڑی زمین و آسمان کی گھڑی کیا بغیر کسی کے چلائے چل رہی ہے؟ بس یہ سوال تو ہمارا تمبر ہے کہ ہم ایک بند گھڑی میز پر رکھتے ہیں اور تم اپنے مادہ اور فورس سے کہو کہ وہ اسکو اپنے عمل درعمل سے خود بخود چلاوے۔ پس جب ایک گھڑی کو وہ نہیں چلا سکتے تو اتنا بڑا زمین و آسمان کا کارخانہ کسطرح وہ چلا سکتے ہیں۔ پس اسی ٹیسٹ سے تو تم خود اور تمھارا میٹریلزم ٹھہرے نہ کہ ہم اور ہمارا خدا۔ ہم بھی تو کہتے ہیں کہ اس کارخانہ کو مادہ نہیں چلا سکتا *

۲۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر ہمارا خدا گھڑی چلا بھی دے تو اسبات کی ہمارے پاس کونسی گارنٹی ہے کہ تم مان جاؤگے۔ ہو سکتا ہے کہ تم کہدو کہ یہ مادہ اور فورس کی کسی حرکت سے چل پڑی ہے بس اُسوقت ہم تمھارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ پس یہ طریق فیصلہ ہی غلط ہے۔

۳ تیسری بات اسکے متعلق میں یہ کہتا ہوں کہ بات وہ کرنی چاہیئے جس سے کوئی فائدہ ہو اس صورت میں جو آپنے پیش کی ہے ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ میں خدا کو مان لونگا جب وہ بند گھڑی کو چلادے اور دوسرا یہ کہہ سکتا ہے کہ میں تب مانونگا جب وہ چلتی کو بند کردے پس دونو صورتوں میں ایک نہ ایک منکر رہیگا اگر چل پڑی تو موخرالذکر گروہ منکر ہو جائیگا اور اگر بند ہوگئی تو اول الذکر منکر ہو جائیگا پس کوئی معیار ایسا ہونا چاہیئے جس سے سب مان سکیں *

۴۔ چوتھی بات یہ کہتا ہوں کہ خدا محتاج نہیں ہے اسبات کا کہ لوگ اُسکو مانیں کہ اگر وہ لوگوں کے پیش کردہ معیاروں پر اپنے آپ کو ظاہر نہ کریگا تو اسکو نقصان ہوگا بلکہ مخلوق خود محتاج ہے اُسکے ملنے کی تاکہ مانکر اُسکی صفات کاملہ سے فائدہ اُٹھاوے۔ جس چیز کا انسان خود محتاج ہو وہ اسی طریق پر حاصل کرنی چاہیئے اور حاصل ہو سکتی ہے جس طریق پر وہ ہستی بتلاوے جسکے

قبضہ میں وہ چیز ہے۔

۵ پانچویں بات یہ لکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو ہم غلام نہیں سمجھتے کہ اگر ہمارے کہنے کے مطابق نہیں کرتا تو ہم اُسکو چھوڑ دیں بلکہ وہ ہمارا آقا اور مالک ہے۔ پس اُسکی قدرتوں کے اظہار کا طالب اس صورت میں ہونا چاہیے جس صورت میں کوئی غلام اپنے آقا کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ کبھی کوئی نہیں کہتا کہ فلاں بادشاہ کو میں تب مانوں گا جبکہ وہ میرا یہاں اگر بوٹ صاف کریگا۔ بادشاہوں کے متعلق ایسا کہنا حماقت ہے۔ تو وہ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے اُسکے متعلق ایسا کہنا تو اور بھی بُرا ہے اسلیے بجائے یہ کہنے کے کہ ہم خدا کو تب مانیں گے جب وہ فلاں کام کر دے یہ کہنا چاہیے کہ ہم خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لانے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ وہ اپنی ہستی کی کوئی دلیل دے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دلیل اس قسم کی ہو یا اُس قسم کی بلکہ کوئی دلیل ہو خواہ کیسی ہی ہو ہم صرف دلیل چاہتے ہیں جو اُسکی ہستی کا پتہ دینے والی ہو۔ اور یہی طریق کسی کی ہستی کے پتہ لگانے کا ہے مثلاً ہم کسی لوہار سے یہ کہیں کہ اگر تم فلاں چیز بنا دو تب ہی ہم مانیں گے کہ تم لوہار ہو تو یہ ٹھیک نہیں کیونکہ اسکے لوہار ہونیکے لیے یہ شرط نہیں بلکہ اگر وہ کوئی بھی لوہے کی چیز بنا سکتا ہے تو وہ لوہار ہو سکتا ہے۔ پس کسی صانع کی کوئی بھی صنعت ہو اُس سے صانع کا پتہ لگ جاتا ہے +

۶ چھٹی بات اسکے متعلق یہ کہتا ہوں کہ منکرین خدا لفظ قدرت اور قادر مطلق کے مفہوم کو نہیں سمجھے۔ قدرت کا مفہوم اسباب کا مستلزم نہیں کہ ہم جو چاہیں کسی سے کرا لیں اس صورت میں تو وہ ہستی ہماری غلام اور نوکر ٹھہرے گی اور ہم قادر مطلق۔ لفظ قادر مطلق کے یہ معنے ہیں وہ ہستی جو خود اگر اپنی مشیت اور مرضی اور ارادہ سے کچھ کرنا چاہے تو وہ کام بغیر کسی قسم کی دوسرے کی امداد و استعانت کے ہو جائے اور اُسکے راستہ میں کوئی روک نہ ہو انھیں معنوں میں ہم خدا کو قادر مطلق سمجھتے ہیں اور انھیں معنوں میں کوئی ہستی قادر مطلق ہو سکتی ہے چنانچہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی قدرت کے متعلق یہ الفاظ استعمال فرماتا ہے وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنی وہ ہر ایسے امر پر جسکو وہ خود چاہے کرنے پر قادر ہے۔ پھر فرماتا ہے إِنَّمَا إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ

فَیَکُوْنُ ۔ یعنی اگر وہ کسی چیز کے ہونیکا ارادہ اور مشیت کرے تو وہ اُسکے لیے ہو جاتی ہے اور کوئی سبب اُسکے ہونے میں مانع نہیں ہو سکتا اور نہ اُسکے کرنے میں کسی سبب کی مدد درکار ہوتی ہے ۔ پھر فرمایا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۔ مبالغہ کا صیغہ ہے جسکے معنے ہیں خواہ کوئی بھی اسکا ارادہ اور مرضی ہو اور ایسا کام جو دوسروں کی نظر میں بالکل ناممکن ہو اگر وہ چاہے تو اسکو بھی کرسکتا ہے اور اُسکو کوئی روک نہیں سکتا +

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہی حق ثبوت ۔ اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا اسے ضرور ۔ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

پس حقیقی قدرت اسکو کہتے ہیں ۔ ایک نہایت لطیف دلیل اپنی قدرۃ کی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۔ یعنی تم اللہ تعالیٰ کی ہستی کا بدیں وجہ انکار کرتے ہو کہ وہ تمھارے پیشکردہ کام نہیں کرتا حالانکہ یہ معیار طاقت نہیں بلکہ طاقت تو یہ ہے کہ تم ذرا اپنے آپکو تو دیکھو ایک ہی جوڑے تم نکالے گئے ہو کروڑوں نہیں بلکہ اربوں ارب تمھاری نوع پھیلی ہے مگر پھر بھی تم سب کے سب مختلف فی الشکل ۔ فی الصورۃ فی السیرۃ اور فی القد والقامتہ ہو ۔ مختلف طبائع اور مختلف مذاق اور مختلف جذبات اور خواہشات رکھتے ہو کیا یہ بڑی طاقت کا ثبوت نہیں ۔ طاقت تو یہی ہوتی ہے کہ ایک ہی چیز پر کروڑوں اربوں طرح سے اپنی قدرت کی تجلیاں کی جائیں نہ کہ ایک دو ۔ گھڑی کے معاملہ میں صرف دو ہی طاقتوں کا اظہار ہوگا یعنی بند ہونا یا چلنا اگر خود تمھارے وجود کروڑ ہا قدرتوں کا اظہار ہو رہا ہے (جسکو ڈاکٹر جانتے ہیں) مگر پھر بھی تم انکار کر رہے ہو ۔ تو گھڑی کے چلنے یا بند ہونے سے تم کیا مان جاؤ گے پس یہی حقیقی قدرت ہے کہ جو کچھ خود کوئی چاہے اسکے لیے مہیا ہو جاوے ورنہ کسی کا پیش کردہ کام کرنا تو کوئی طاقت کی نشانی نہیں ۔ ہم تمکو کہتے ہیں کہ دو من پتھر ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاؤ گو وہ پتھر تمھاری طاقت سے بہت زیادہ ہے مگر کسی نہ کسی طرح اور کسی نہ کسی وقت تم اسکو وہاں پہنچا دوگے مگر خود تم چاہو کہ تمکو پانچسو یا ہزار سال کی عمر ملے تو یہ تمکو میسر نہیں ہو سکتی اور نہ ہوگی پس طاقت یہ ہے کہ اپنے ارادہ میں جو کچھ آئے وہ ہو جائے ورنہ دوسرے کی غلامی کرنا بھی کوئی طاقت ہے ؟

۷ ۔ ساتویں بات اسکے متعلق یہ کہتا ہوں کہ چونکہ خدائے اسلام فطرتوں کا بھی خالق ہے

اور تمہارے جیسی فطرتوں کے لوگ بھی اسی نے خود پیدا کیے ہیں اور از روی اسلام وہ ہر ایک کے فطرتی تقاضا کو پورا بھی کرتا ہے۔ پس میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ ہمارے خدا نے تمھارے پیش کردہ معیار کے مطابق بھی اپنے آپ کو ثابت کیا ہے اور کرتا رہتا ہے۔ ماننے کے لیے تیار ہو جاؤ ہم تمھیں اس ٹیسٹ کے مطابق اسکی ہستی کا ثبوت دیتے ہیں۔ ہمارا خدا فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ۔ یعنی اگر کوئی میری مخلوق سے میرے متعلق سطح گویا ہو کہ آیا وہ ہے یا نہیں اور اگر ہے تو وہ یوں کر دے تو ہم اسکو تسلی دلاتے ہیں کہ بیشک ہم ویسا ہی کر دیں گے بشرطیکہ اسکے اندر قبول کرنے اور جاننے کی تڑپ ہو اور جو بات اس نے پیش کی ہے وہ بغرض پیش کی ہو کہ اس سے رشد مقصود ہو۔ پس اے میرے معزز دوست میں آپ کو دعوۃ دیتا ہوں کہ آپ اپنے دلکو صاف کر کے خالص اس نیت سے کہ اگر واقعہ میں کوئی خدا ہے تو مان لونگا ہمارے پاس آئیں اور جو بات چاہیں عجز اور تذلل سے اور خلوص دل سے پیش کریں اور مقصود انکا ہم سے رشد چاہنا ہو نہ محض امتحان تو یقیناً وہ آپ کیلئے اپنی قدرت نمائی کرے گا اور اگر بعد میں یہی کہدینے کی نیت ہی کہ میٹر اور فورس کی برکت سے ہوا ہے تو پھر وہ نہیں دکھائیگا کیونکہ ماننا آپ کا مقصود نہیں بلکہ انکار آپ کا مقصود ہے سو وہ آپ نے پہلے ہی کیا ہوا ہے۔ اسلیے دوبارہ انکار کرانا تحصیل حاصل ہے۔

دیو سماجی کے سب مطالبات پورا ہونے کا طریق

یہ تو وہ طریق ہے جس سے عمومیت سے بعض مطالبات کا جواب ملتا ہے مگر میں آپ کو وہ طریق بھی بتلاتا ہوں جو کہ خصوصیت کا رنگ رکھتا ہے اور جس سے جتنے مطالبات کریں پورے ہونگے مگر قبل اسکے کہ وہ بتلاؤں یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہر علم کا کچھ نہ کچھ حصہ ہر فرد بشر کو خواہ وہ کتنا ہی جاہل ہو ملا ہوا ضرور ہوتا ہے حتی کہ آجکل سائنس کے بعض مسائل سے زمیندار لوگ بھی واقف ہوتے ہیں اور وہ اپنے استعمال میں لاتے ہیں مگر کسی علم کے حقائق اور دقائق اسرار کیا اسی شخص کو حاصل ہوتی ہیں جو کہ خصوصیت سے اپنی توجہ اور وقت خرچ کرتا ہے۔ پس چونکہ

آپ کا مطالبہ علم الٰہیات کے دقائق کے متعلق ہے لہٰذا میں کہتا ہوں کہ جسطرح آپنے سائنس کی لیبارٹیری میں سالہا سال نہایت توجہ اور شوق سے صرف کیے اور اسکو ایک سٹوڈنٹ بنکر حاصل کیا اسی طرح آپ اسلام کی لیبارٹیری میں نہایت توجہ اور شوق سے کام کریں اور علوم اسلام کا ایک ایسا ہی سچا سٹوڈنٹ بنیں جیسے کہ سائنس کا پس جب آپ اس پوزیشن میں آجاوینگے تو آپ خدای اسلام کو حقیقی پائیں گے یعنی آپکے ہر مطالبہ کا جواب دیا کریگا آپ تو گھر کا چلانا کہتے ہیں میں کہتا ہوں اگر آپ جوتی کا تسمہ بھی طلب کرینگے تو وہ بھی آپکو پورا کر دیگا۔ میں نے آپ کے سامنے کوی قیاس یا تھیوری نہیں پیش کی بلکہ زبردست اور ثابت شدہ صداقت پیش کی ہے پس اگر آپ کو واقعہ میں اسکا شوق ہو تو ہم انشاء اللہ آپ کی مدد کرینگے انکار کرکے تم الدین کیونکہ سائنسدان بغیر تجربہ کے کسی چیز یا صداقت کا انکار نہیں کرتا۔

پس آپ آئیں اور اس ایکسپیریمنٹ (تجربہ) کو پرفارم کریں اور پھر کوی راے قائم کریں بغیر تجربہ کے کوی راے قائم کرنی سائنسداں کی شان سے بعید ہے۔

۲) جواب دوسرے ٹیسٹ کا

اسکے بعد اب میں آپ کے دوسرے ٹیسٹ کو لیتا ہوں جو آپنے اللہ تعالیٰ کے علم کے متعلق پیش کیا ہے۔ افسوس ہے کہ اس میں بھی آپنے اُس شان کو ملحوظ نہیں رکھا جو خدا پرست اُسکی سمجھتے ہیں۔ کیا کبھی کسی بادشاہ کی طاقتوں اور خوبیوں کا علم براہ راست بھی ہر رعایا کے آدمی کو ہوا ہے اور اُسکے احکام کبھی براہ راست بھی عام لوگوں کے پاس آیا کرتے ہیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ بادشاہوں کے احکام اُسکے نائبوں کے ذریعہ رعایا تک پہنچای جاتے ہیں۔ پس جب چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کا یہ حال ہے تو وہ جو کہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے اُسکو کیوں اسکے خلاف تصور کرتے ہو وہ بھی اپنے احکام اور علوم کا اظہار اپنے نائبوں کے ذریعہ کرتا ہے چنانچہ تیرہ سو سال گذرے ہیں اُس نے اپنے علم کا اظہار اپنے ایک نائب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کیا اور آپ تو صرف کسی خفیہ کتاب کے ایک صفحہ کا مضمون لکھا دیکھنا چاہتے ہیں جو خدا تعالیٰ کا وہ نائب لایا اُن تمام خفیہ کتابوں کی صداقتوں پر حاوی ہے جو کہ ابتدا سے

لیکن اب تک لکھی گئیں یا آپ کے بعد ابدالآباد تک لکھی جائیں گی اور وہ کتاب ایک صفحہ پر نہیں بلکہ سینکڑوں صفحات پر لکھی ہوئی ہے پس اسکے ہوتے ہوئے آپ کا کسی نئی تحریر کا مطالبہ کرنا کیسی بیہودگی ہے۔ ہاں اگر یہ شک ہو کہ وہ الٰہی تحریر نہیں تو یہ امر دیگر ہے اور اس شک کو رفع کرنیکے لیے ہم تیار ہیں چنانچہ اس شک کو رفع کرنے کے لیے منجملہ دیگر دلائل کے ایک یہ دلیل بھی ہم کتاب نے پیش کی ہے کہ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا یعنی اگر تم شک کرو کہ یہ الٰہی تحریر نہیں تو تم اس کی مثل بنا کر دکھاؤ۔ کیونکہ انسان کی بنی ہوئی چیز کا مثل انسان بنا سکتا ہے مگر ہم چیلنج دیتے ہیں کہ تم ہرگز نہیں بنا سکو گے چنانچہ تیرہ سو سال گذر گئے ابتک کسی نے اس چیلنج کے جواب کی جرأت نہیں کی۔ بس کیا یہ کافی ثبوت نہیں کہ وہ الٰہی تحریر ہے۔ اسکے علاوہ میں آپ کو اپنے موجودہ زمانہ کی ایک تحریر اللہ تعالیٰ کی دکھلاتا ہوں اگر ہمت ہے تو اسی کی مثل بنا کر دکھاؤ اور وہ حضرت مرزا صاحب کا کلام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی چیلنج دیا کہ میرے کلام کی مثل بناؤ مگر کتنا عرصہ گزر گیا کسی نے جرأت کی ہے کہ ان کے کلام کی مثل بنالائے۔ سب کے قلم ٹوٹ گئے اور سیاہیاں خشک ہوگئیں۔ ہاتھ شل ہوگئے۔ عقلیں سلب ہوگئیں۔ عیسائیوں نے جب حضور سے مطالبہ کیا کہ ایک بند لفافہ کا خط پڑھ کر سنا دو تو حضور نے اسکو بھی منظور کیا مگر شرط یہ رکھی کہ تم کو مسلمان ہونا پڑے گا لیکن وہ خود ہی پھر اپنی بات سے واپس لوٹ گئے کیونکہ جانتے تھے کہ خدا اسکے ساتھ ہے وہ ضرور اسکو بتلا دے گا۔ پس کیوں اسوقت تم نے جرأت کرکے یہ شرط پیش نہ کیا۔ اب جبکہ وہ نظر سے غائب ہوگئے ہیں تو تم لوگوں کو بھی ہوش آگیا ہے۔

ہستی باریتعالیٰ پر چند قرآنی دلائل

پہلی دلیل

اسکے بعد اب میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل پیش کرتا ہوں۔ اُسکی ہستی کے دلائل تو بے شمار ہیں اور ہر ذرہ سے اُسکی ہستی کا پتہ لگتا ہے۔ ہر ورق دفتریست معرفت کردگار۔ مگر چونکہ آپ ایک فلسفی اور سائنس خوردہ نیچر کے آدمی ہیں اسلیے

آپ کے سامنے وہ دلائل پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو کہ آپ کی نیچر کے مطابق ہوں۔
پس پہلی دلیل عقلی جو قرآن کریم پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ فرماتا ہے اے سائنس والو
اور اے میٹر اور فورس کے عمل کے دلدادو تم کہتے ہو کہ یہ سب کچھ میٹر اور فورس سے بن گیا ذرا تم
اپنی پیدائش پر تو غور کرو تم جس مادہ سے بنائے گئے ہو وہ مٹی جو کہ سینکڑوں ہزاروں پاؤں کے
نیچے کچلی اور روندی جاتی ہے اور جس پر لوہے کا ہل چلایا گیا اسی سے تم بنے ہو پس تم اپنی موجودہ
ذی شعور۔ ذی عقل۔ ذی حواس۔ ذی قلب اور ذی دماغ۔ مدرک اور فہیم ہستی کا اس مٹی سے
مقابلہ تو کرو اور دیکھو کہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ اس مٹی کے اندر خود بخود اتنی بڑی تبدیلی ہو جائے
اور اس سے ایسے عجائبات ظاہر ہوں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا پس یہ عجائبات اور پر اسرار حالات
کسی اور ہستی نے پیدا کیے ہیں ورنہ جو چیز خود مادہ کے اندر موجود نہ تھی وہ پیدا کسطرح کر سکتا
ہے۔ پس اسکے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ
ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۝ پ ۲۱۔ الروم ع ۳۔ یعنی تم خدا کی ہستی کا انکار
کرتے ہو حالانکہ اس نے تمکو مٹی سے پیدا کیا اور اب تم ذی عقل اور ذی حرکت انسان بنگئے ہو بشر
کے لفظ میں تو شعور کیطرف اشارہ کیا اور تنتشرون میں حرکت کی طرف کیونکہ یہ دونوں باتیں
مادہ میں یعنی مٹی میں نہ تھیں۔

دوسری دلیل وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا
إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ یعنی ایک ہی غذا کھائی جاتی ہے پھر اسی ایک ہی غذا یعنی
مادہ سے ہی ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے اور ایک لڑکی پیدا ہوتی ہے اور وہ مادہ اس نر کے بعض
تقاضوں کو پورا کرنے والی ہوتی ہے اور پھر اس نر اور مادہ میں محبت رکھی ہے پس بتلاؤ یہ کرشمہ
مادہ کا ہو سکتا ہے۔ میٹر اور فورس کی حرکت جو کہ بوجہ غیر ذی شعور ہونے کے ایک مشین کیطرح
چلتی ہے کہاں اسمیں یہ طاقت ہے کہ وہ دو مختلف نتائج پیدا کر دے یعنی ایسی حرکت سے
نر پیدا ہو اور ایسی سے مادہ۔ پھر میٹر میں محبت کس نے ودیعت کی تھی جو نر و مادہ میں پائی
جاتی ہے پس اگر تم فکر سے کام لو تو تم کو یقین ہو جائیگا کہ یہ اعجاز خداوندی ہے نہ کہ مادی۔

تیسری دلیل

تیسری دلیل یہ بیان فرمائی وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ۔ تم کہتے ہو کہ ہم بڑے علمی آدمی اور سائنسداں ہیں (سائنس کے معنی علم کے ہوتے ہیں اسی لیے عالمین کا لفظ رکھا جس کا مطلب یہ ہے کہ سائنسدان خصوصیت سے مخاطب ہیں) اور ہم تمام چیزوں کی ماہیت اور کنہ کو علم سے پرکھنا چاہتے ہیں کیا تمہارے علم نے تم کو کبھی اسطرف توجہ نہیں دلائی کہ ایک مادہ سے مختلف خواص اور شکل کی چیزیں کیوں بن گئیں اُسی مادہ سے زمین بنی اور اُسی سے آسمان پھر یہ دونوں اسقدر کیوں متفارق ہیں ایک چیز اسفل میں ہے ایک علیا میں ہے ایک کی سطح پر چرند۔ پرند۔ انسان حیوان دریا۔ سمندر۔ حجر۔ شجر ہیں اور دوسری کی فضا میں سورج چاند۔ ستارے اور سیارے ہیں یہ ترجیح بلا مرجح کیوں ہے؟ پھر تم اپنی زبانوں کو دیکھو کہ ایک ہی قسم کا گوشت کا لوتھڑا اسکو ملا ہے مگر پھر ان سب کی بولیوں اور آوازوں میں کس قدر اختلاف ہے پھر تم کروڑوں کروڑ ایک ہی مادہ سے بنے ہو مگر سب کے رنگوں میں اختلاف ہے اگر رنگوں اور بولیوں میں یہ اختلاف نہ ہوتا تو کس قدر اندھیر مچ جاتا۔ دوست اور دشمن اپنے اور بیگانہ میں کوئی تمیز نہ کر سکتا۔ پس کیا یہ اثرات مادہ سے ظہور پذیر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ اُس ہستی کے اثرات ہیں جسکو خدا کہتے ہیں۔

چوتھی دلیل

چوتھی دلیل یہ ہے وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَابْتِغَاؤُکُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ۔ یعنی اے سائنسدانو۔ ذرا اس بات کو تو سنو۔ کہ اگر تم خود بخود ہی ہو گئے ہوتے تو محنت کرنا اور تھکنا تمہارے ساتھ کیوں لازم ملزوم ہوتا چاہیئے تھا کہ جس مادہ نے تم کو خود بخود بنایا تھا وہ تمہارے لیے خود بخود رزق بھی پیدا کر دیتا مگر ایسا نہیں کیا بلکہ معاملہ اسکے اُلٹ ہی اور حکمت سے پر اور نتیجہ خیز ہے۔ وہ یہ کہ چونکہ تمہیں محنت کرنا رکھا گیا ہے اسکے لیے ایک ظرف یعنی دن بنایا اور چونکہ تم محنت کے بعد تھک جاتے ہو اسکے لیے بھی ایک ظرف یعنی رات بنائی تاکہ تم خواب کر کے اپنی طاقتوں کو بحال کر لو۔ یہ دلیل ایک اور طرح بھی اسی نتیجہ پر پہنچاتی ہے کہ یہ کارخانہ اللہ تعالیٰ کا ہے وہ اسطرح کہ اگر یہ مٹی ہی کے کام کا نتیجہ ہے تو اتنا بڑا انقلاب نیند اور بیداری کا کیوں ہے۔ ایک حالت میں انسان بالکل اپنے آثار حیات سے معطل ہو جاتا ہے اور دوسری حالت میں وہ آثار حیات

پھر واپس آجاتے ہیں پس اگر مادہ ہی کے کام کا نتیجہ ہوتا تو ایک ہی حالت رہنی چاہیے تھی یا نیند یا بیداری یا محنت کرنا اور نہ تھکنا یا محنت بالکل نہ کرنا پس معلوم ہوا کہ یہ کسی حکیم ہستی کا کام ہے

پانچویں دلیل وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ یعنی اے وہ لوگو جنکو بڑا عقل کا دعویٰ ہے ذرا اس بات کو سوچو کہ اگر مٹی اور نور ہر وقت اپنے کام میں مشغول ہے اور اسی کے عمل در عمل سے تمام چیزوں کا بقا ہے تو یہ تمہاری زمین کیوں خشک ہو جاتی ہے اور مرجاتی ہے آیا وہ کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں تب یہ وقوع میں آتا ہے یا خود ان کے کام میں یہ طاقت نہیں رہتی کہ وہ اسکو ہمیشہ سرسبز رکھ سکیں پس کوئی بھی صورت ہو دونو صورتوں میں اسکا عجز ثابت ہوتا ہے پھر بارش سے پہلے چمک کا ہونا جسکے فوائد کثیرہ سے تم لوگ واقف ہو کیوں ہوتا ہے مادہ کو کسطرح پتہ لگ گیا کہ اگر بارش سے پہلے چمک ہو تو فلاں فلاں قسم کے امراض دور ہونگی یا اجرام مرجائینگے اور پانی اور بارش جسطرح بنتی ہے یہ تمام عمل اور پھر پانی کا اثر یہ سب باتیں ثابت کرتی ہیں کہ مادہ ان باتوں سے عاجز ہے۔ پس یہ کام کسی صاحب ارادہ اور حکیم ہستی کا معلوم ہوتا ہے جو کہ کبھی زمین کو خشک کرتا ہے اور کبھی چمک دکھاتا ہے اور ایسی حسن اور باقاعدہ طریق سے بارش اور پانی تیار کرتا ہے کہ یہ اسی کی حکمت کا خاصہ ہے مادہ کا نہیں ہو سکتا پس یہ حکمت اور ارادہ صاف اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دال ہے ۔

چھٹی دلیل یہ ہے وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ ۔ تم کہتے ہو کہ تمام کرّوں کے اپنے اپنے گردش کے اصول ہیں جسکے ماتحت چل رہے ہیں حالانکہ یہ بات بالبداہت غلط ہے کہ جس گردش اور حرکت پہ کوئی نگران نہ ہو اُن میں ضرور تصادم اور فساد واقع ہوگا۔ علم فلکیات والے جانتے ہیں کہ بعض کرّوں کے محور کیسے قریب قریب واقع ہوئے ہیں کہ اکثر انکو پیشگوئیاں کرنی پڑیں کہ اب فلاں دو کرّوں کے تصادم سے دنیا تباہ ہو جائیگی یا کم از کم غیر معمولی نقصان ہوگا۔ مگر پھر جب وہ وقت آتا ہے وہ ایسی صفائی سے گزر جاتے ہیں کہ انکی عقلیں حیران رہ جاتی ہیں۔ پس اگر اس زمین و آسمان کے قیام پر کوئی ذی شعور ہستی نگران نہ ہوتی تو یہ اب سے بہت پہلے کا تباہ ہو گیا ہوتا۔ پس ثابت ہوا کہ ایک ہستی ہے

جو اس کی گردشوں کو دیکھتی ہے ۔ اور وہی خدا ہے +

ساتویں دلیل اس کی ہستی کی یہ ہے وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ یعنی خدا کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی ہے کہ رات دن اور سورج اور چاند کا باہمی تعلق اور تسلسل اور پھر ان کا انسانی زندگی پر اثر یہ سب ایک قوی دلیل اللہ تعالیٰ کی ہستی کی ہے ۔ کس طرح دن رات کا سلسلہ باقاعدہ چل رہا ہے اور کسطرح سورج چاند انسانی زندگی پر اثر ڈال رہے ہیں یہ ایک خود مستقل مضمون ہے جو کہ جغرافیہ اور علم نجوم پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے،

آٹھویں دلیل اسکی ہستی کی یہ ہے وَمِنْ اٰیٰتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ یعنی زمین و آسمان کی پیدایش اور جو اس کے درمیان حیوانات کا سلسلہ پایا جاتا ہے اس سے صریح پتہ لگتا ہے کہ خدا ضرور ہے ۔ کس قدر حیوانات ہیں ۔ کوئی خشکی میں ہیں ۔ کوئی تری میں ۔ کوئی فضا میں ۔ کوئی ہوا میں اور کوئی آگ میں پھر کسطرح ان سب کا رزق پہنچ رہا ہے اگر انسان کو چلنے پھرنے والا بنایا تو اسکا رزق کمانے پر منحصر رکھا ۔ گوشت خور کو گوشت ملتا ہے گھاس خور کو گھاس ملتی ہے غرض سب کو اُسکے موافق غذا مل رہی ہے پس کیا اتنا بڑا اہتمام مادہ کا ہو سکتا ہے

نویں دلیل یہ ہے وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ اِنْ یَّشَاْ یُسْکِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ یعنی اسکی نشانیوں میں ایک کشتی کا سمندر میں چلنا نشانی ہے یہ اسطرح کہ کیسے ہر ایک چیز کے الگ الگ خواص ہیں کوئی تیرتی ہے کوئی ڈوب جاتی ہے ۔ کوئی جلاتی ہے کوئی بجھاتی ہے کوئی مارتی ہے کوئی جلاتی ہے غرض ہر ایک چیز کے خواص مقرر ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو اندھیر پڑ جاتا کبھی لکڑی ڈوب جاتی کبھی تیر جاتی کبھی آگ ٹھنڈا کرتی کبھی جلاتی کبھی زہر سے انسان مرجاتا کبھی زندہ ہو جاتا وغیرہ وغیرہ ۔ پس فرمایا کہ تم ذرا کشتی کے معاملہ میں ہی صبر و تحمل سے سوچو کہ کس طرح ایک دانہ سے ایک درخت اُگتا ہے دانہ تو ایک تھا مگر اسمیں سے کچھ پھل کچھ پھول کچھ پتے اور کچھ لکڑی پیدا ہوئی اور پھر اس لکڑی میں تیرنے کا خاصہ رکھا اور پھر تیرانے کے لیے ہوا کا وجود پیدا کیا پس کیا یہ سب مادہ کا کمال ہو سکتا ہے ۔ ہر گز نہیں ۔

دسویں دلیل | یہ ہے جو ایک فطرتی دلیل ہے کہ أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ یعنی ہمارے دیو سماجی دوستو! تم اللہ کی ہستی میں شک کرتے ہو حالانکہ اُس نے زمین و آسمان کو بنایا اُس حالت میں کہ پہلے ایسا کوئی موجود نہ تھا اور کوئی اُسکی شکل نہ تھی۔ پس شک تو اُسوقت ہوتا ہے کہ جب التباس واقع ہو یعنی جب ایک ہی کام کو مختلف لوگ کرنا جانتے ہوں تو پھر اُنکی مصنوع میں التباس کی وجہ سے شک ہوتا ہے کہ شاید زید نے بنایا ہے یا بکر نے مگر زمین و آسمان تو ایک ایسی مصنوع ہے کہ اسکا صانع ایک ہی واحد ذات ہے۔ ورنہ بتلا سکتے ہو کہ ایسا ہی زمین و آسمان اس سے پہلے کسی نے بنا کیا تھا پس جب ایسا نہیں ہاور ہرگز نہیں تو پھر شک کیوں کرتے ہو۔ یاد رکھو شک اچھی چیز نہیں۔ انسان طبعی طور پر اور فطرتی طور پر نیک ظن پیدا کیا گیا ہے جب تک اسکے پاس کافی شک کے وجوہ نہ ہوں وہ اُسمیں نہیں پڑتا۔ بدظن اور شکی طبیعت کا انسان وہمی مجنوں اور مسلوب الحواس ہو جاتا ہے اگر شک کے سلسلہ کو یونہی وسیع کیا جائے تو انسان نہ کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائے نہ پیے۔ نہ بازار سے کچھ لائے نہ کسی کے پاس بیٹھے نہ بات کرے نہ حجام سے سر منڈائے۔ اسکا نتیجہ کیا ہوگا؟ ہلاکت۔ پس شک کو چھوڑ دو کیونکہ یہ ایک زہر ہے۔ اور اُس قادر قیوم اور زندہ خدا پر لاؤ +

زہر کے پینے سے کیا انجام جز موت و فنا بدگمانی زہر ہے اس سے بچاو دیں شعار

چراغ الدین احمد۔ احمدی مُبلّغ۔ دار الفضل قادیان

ایڈیٹر یہ مضمون ہمارے سلسلہ احمدیہ کے ایک نوجوان نے لکھا ہے جو اپنی زندگی تبلیغ و اشاعت دین قویم کے لیے وقف فرما چکے ہیں ماشاء اللہ خوب مدلل لکھا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء +

طوفانِ نوح اور اُس کا تاریخی ثبوت

ہمارے ایک قدیمی کرم فرمانے (جو پکے آریہ سماجی) ہیں۔ ہمیں چند اعتراض لکھ کر بھیجے ہیں جنکا جواب دینا ہم اُنکی خاطر ضروری سمجھتے ہیں۔ بالسلسلہ اُنکے ارسال کردہ اعتراضات میں سے سوال نمبر ۲ کا جواب تشحیذ الاذہان میں شائع کیا جاتا ہے اُمید ہے کہ ہمارے دوست کی اس سے پوری پوری تسلّی و تشفّی ہو جائیگی۔ اور ہم یہ بھی اشارہ کرتے ہیں کہ یہ جواب جو ایک خاص مستقل مضمون کی حیثیت رکھتا ہے ہمارے ناظرین رسالہ کے لیے بھی باعثِ دلچسپی اور موجب ازدیادِ معلومات ہوگا۔ (احمدی مہاجر)

اعتراض نمبر ۲ - بائبل اور قرآن شریف دونوں کتابوں میں لکھا ہے کہ نوح کے وقت خدا نے ایک عالمگیر اور خوفناک طوفان اُب ساری دنیا کو غرق کرنے کے لیے بھیجا جس سے دنیا کی تمام جاندار اور بےجان اشیا نیست و نابود ہو گئیں مگر ایک نوح اور اُسکا پریوار (خاندان) اور دنیا کے تمام جان داروں کا ایک ایک جوڑہ ایک چھوٹی اور معمولی حیثیت کی کشتی پر سوار ہو کر اس خطرناک طوفان سے محفوظ رہے۔ کیا یہ ممکن ہے اور عقل اسکو باور کر سکتی ہے کہ ایک معمولی چند فٹ لمبی اور چند فٹ چوڑی کشتی کے اندر نوح اسکا خاندان اور طرفہ یہ کہ پرتھوی (زمین) کے جیوں (جانداروں) کا ایک ایک جوڑہ جسمیں ہاتھی اور اس سے بھی بڑے جاندار ہونگے سما گئے اور طوفان سے بچ نکلے۔ میں نہیں سمجھتا اور نہ ہی میری بدھی اسکو باور کرتی ہے کہ آپ اس لاانحل اور اسنبھو (ناممکن) بات کو حل کر سکیں۔ گو لوگ بہوں کے واقعہ کو جھوٹا کہنے لگ گئے ہیں اُسکے مقابل تو یہ سراسر محال ہے ہاں اگر آپ اس اسنبھو کو سنبھو سدھ کر سکیں تو اس واقعہ کی صداقت کے لیے تواریخی ثبوت کی بھی ازحد ضرورت ہے جسکے بغیر یہ سوال قابلِ تسلیم نہیں پس آپ کو تواریخ عالم سے بھی کام لینا ہوگا جسکے بغیر آپ کا جواب نامکمل سمجھا جائے گا۔"

مہاشہ جی! قبل اسکے کہ ہم آپ کے سوال نما اعتراض کا مدلل اور مسکت جواب دیں پہلے اُن افتراؤں اور غلط بیانوں کی تردید ضروری سمجھتے ہیں جنکو آپ نے محض سُنی سنائی

باتوں اور بے بنیاد سطحی معلومات کی بنا پر اعتراض کو لمبا کر دیا ہے۔ مثلاً پہلی بات بائبل اور قرآن شریف میں لکھا ہے" حالانکہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ بعینہٖ قرآن شریف میں نہیں اور اگر بائبل میں ہو بھی تو اُسکے جواب وہ پادری صاحبان ہیں نہ کہ ہم۔ دوسری بات "دنیا کے غرق کرنیکو" اس کا ثبوت بھی قرآن شریف سے نہیں ملتا یہ ایک افترا ہے جو قرآن شریف پر کیا گیا ہے وہاں الارض کا لفظ ہے جسکا مطلب زمین کا ایک خاص قطعہ اور حصہ ہے نہ کہ تمام دنیا۔ ہاں یہ اعتراض عیسائی حضرات پر وارد ہو سکتا ہے جنکی بائبل میں صاف لکھا ہے "تمام روے زمین پر پانی تھا" پیدایش ۸/۹ "سب اونچے پہاڑ جو تمام آسمان کے نیچے ہیں چھپ گئے" پیدایش ۷/۱۹ نہ کہ قرآن شریف پر جو الارض کہہ کر آپ کے تمام اعتراض کی جڑ بنیاد ہی کھوکھلی کر رہا ہے۔

تیسری بات یہ کہ چند فیٹ چوڑی چند فیٹ لمبی کشتی میں نوح وغیرہ اور دنیا کے تمام جاندار کیسے سما گئے۔ اسکا بھی قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں قرآن مجید میں تو یہ لکھا ہے کہ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ پ ۱۲ ھود۔ اول اسمیں مِن کا لفظ ہے جسکا ترجمہ "سے" اور "بعض" ہے کُل کا لفظ ہر ایک موقعہ کے لیے علیحدہ علیحدہ معنے دیتا ہے دیکھو قرآن شریف کا محاورہ۔

ایک عورت سبا کی ملکہ کے متعلق ہے کہ اُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ پ ۱۹ سبا وہ کُل شے دی گئی۔ اب بتلائیے اس کُل سے کیا مطلب سمجھا جائیگا کہ دنیا کی تمام اشیاء دی گئیں۔ نہیں بلکہ اس سے مراد بہت سی ہیں جیسطرح ہماری زبان میں سب کا لفظ آپ اسکا پریوگ اور مطلب تو خوب سمجھتے اور جانتے ہوں گے۔ پس کُل سے مراد ضروری ہیں نہ کہ دنیا کی تمام جاندار۔ پس جب ہر ایک جاندار کا کشتی میں داخل ہونا ہی ثابت نہیں تو چند فیٹ لمبی کشتی میں کیسے سما سکتے ہیں یہ اعتراض ہی فضول اور بیہودہ ہے پس ہمنے اس ممکن کو ممکن ثابت کر دیا جسکو آپ ناممکن کو ممکن کہہ رہے تھے۔

اب قرآن شریف کے اصل بیان کردہ واقعہ سے آپ کو باخبر کرنیکے بعد حسب منشاء آنجناب اس واقعہ کا تاریخی ثبوت بھی پیش کرتے ہیں اور بفضل خدا سب سے پہلے

ہم انھیں کتب سے اسکا ثبوت پیش کرینگے جو آریہ اور ہندو سماج کے نزدیک مستند اور مسلم ہیں۔ ہاں انکے بعد دنیا کے دیگر ممالک کی تواریخ سے بھی اسکے اثبات میں اولہ پیش کیے جائیں گے۔

سب سے پہلے شتپتھ براہمن کی گواہی سنیئے۔

شتپتھ براہمن کی گواہی

(۱) صبح کے وقت وے منو کے واسطے نہانے کو پانی لائے جیسا کہ اب ہمارے ہاتھ دھونے کو اکثر پانی لاتے ہیں جبکہ وہ نہا رہا تھا تو ایک مچھلی اُسکے ہاتھ میں آگئی۔

(۲) اُسنے منو سے یہ کہا تھا کہ تم مجکو پرورش کرو میں تمکو بچالوں گی۔ منو نے کہا کہ کس چیز سے تو مجکو بچالے گی اُس نے جواب دیا کہ ایک طوفان تمام جانداروں کو غرق کردیگا اُس سے میں تجکو بچالوں گی تب منو نے پوچھا کہ کسطرح میں تمھاری پرورش کروں۔

(۳) اُس نے جواب دیا کہ جبتک کہ ہم چھوٹے رہتے ہیں تو ہماری بربادی کا زیادہ خطرہ ہے کیونکہ اکثر مچھلیاں کھا جاتی ہیں۔ تو مجکو اول ایک برتن میں رکھ اور جب میں بڑھ کر اس میں سما نہ سکوں تب ایک گڑھا کھود کر اسمیں مجکو رکھ اور جب میں اسمیں بھی بڑھ کر سما نہ سکوں تو دریا میں چھوڑ دینا اور وہاں میں خطرہ سے محفوظ رہونگی۔

(۴) وہ رفتہ رفتہ بڑھ کر ایک بڑی مچھلی ہو گئی کیونکہ یہ سب سے بڑی ہوتی ہے اسکے بعد اُس نے منو سے کہا کہ فلاں و فلاں سال میں طوفان آئیگا تو میری نصیحت پر کاربند ہو اور ایک ناؤ (کشتی) تیار کر اور جب طوفان بڑھے تو تو اسمیں بیٹھ جانا اور میں تجکو اس (طوفان) سے بچالوں گی۔

(۵) اسطرح اسکی پرورش کر کے وہ (منو) مچھلی کو سمندر میں لیگیا اور جس سال کہ مچھلی نے پتہ دیا تھا اُسی سال اسکی نصیحت پر کاربند ہو کر اُسنے ناؤ کو تیار کیا اور جب طوفان بڑھا تو وہ اسمیں بیٹھ گیا تب وہ مچھلی اُسکے نزدیک تیر کر آئی اور منو نے اُسکے سینگ سے جہاز کی رسّی باندھ دی اس ذریعہ سے منو بہت جلد اس دور کے شمالی پہاڑ پر پہنچگیا۔

(۶) پھر مچھلی نے منو سے کہا کہ میں نے تجھے بچالیا ہے تو ناؤ کو ایک درخت سے

باندھے مگر جب تک تو پہاڑ پر نہ رہ الیسا نہ ہو کہ پانی تجکو کنارہ پر چھوڑ دے یعنی پانی اُتر جاوے اور تو نہیں رہے لہٰذا جسقدر پانی اُترتا جاسکے اُسی قدر تو بھی اُترتا جا۔ یوں آخر کار وہ بھی رفتہ رفتہ نیچے اُترتا گیا اسی وجہ سے اُس پہاڑ کو منو کا اوتار کہتے ہیں طوفان نے تمام جانداروں کو غرق کر دیا صرف منو ہی اکیلا رہ گیا الخ۔" (شتپتھ براہمن کانڈ ۱ ادھیاے ۸،)

اسوقت یہ بحث نہیں کہ منو کو (جو حقیقتاً نوح کا ایک بگڑا ہوا نام ہے) مچھلی نے آیندہ طوفان کی خبر دی یا وہ اس طوفان سے اکیلا ہی بچا۔ اسوقت اسجگہ صرف اتنا ہی دکھلانا مقصود ہے کہ دنیا میں طوفان نوح آیا اور ضرور آیا جسکی خبر اور گواہی ہندوؤں کے نزدیک الہامی اور سماجیوں کے نقطۂ خیال سے قدیم رشیوں کی تصنیف بھی الفاظ میں دے رہی ہے اور یہی مدعا تھا اب اسکے بعد ہندوؤں اور آریہ سماج کے نزدیک ایک اور معتبر اور مستند کتاب یعنی مہابھارت سے طوفان نوح کے آنے کی گواہی پیش کرتے ہیں جس سے سائل نامعترض کی کما حقہٗ تسلّی و تشفّی ہو جاوے۔

مہابھارت کی گواہی

مارکنڈے جی راجہ یدھشٹر سے مخاطب ہیں کہ اب ویوسوت منو کا حال سُنیے یہ بدری بشال آشرم میں تپ کر رہے تھے کہ چیری ندی سے آواز آئی مہاراج جان بچائیے بڑی بڑی مچھلیاں میری طرف جھپٹ رہی ہیں۔ منو جی نے انسان کی آواز سُنی اُسوقت ندی کے کنارے پہنچ دیکھا کہ ایک چھوٹی سی مچھلی فریادی ہے وہ اُسے لے آے اور ایک پانی کے گھڑے میں ڈالدیا مچھلی کا قد بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھا کہ آخر منو جی کو باولی میں چھوڑنا پڑا۔ باولی میں بھی وہ اسقدر بڑھ گئی کہ جگہ نہ رہی۔ منو جی پہنچے تو اُس نے بہت شکریہ ادا کیا اور عرض کی کہ مہاراج دیکھئے کیسی تنگی سے بسر کر رہی ہوں اگر آپ گنگا جی میں چھوڑ دیں تو بڑا احسان ہوگا۔ آپ کا سلوک میں کبھی نہ بھولوں گی اور آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ اسوقت اسی طرح آپ کی بھی میرے سبب سے جان بچے گی۔

منو جی راضی ہوے مگر گنگا جی تک کیسے پہنچایں مچھلی مچھلی نہ رہی تھی مگر مچھ بھی

(اُسکے) پاسنگ برابر نہ تھا۔ وہ (منو) اس فکر میں ہی تھے کہ کیا کریں اتنے میں پھر مچھلی کو دیکھا تو بالکل چھوٹی۔ وہ اُسے اُٹھا کر لے گئے اور گنگا جی میں چھوڑ دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد مچھلی مگرمچھ کا ذکر کیا ایک پہاڑ دکھائی دینے لگی گنگا جی میں سما نہ سکی۔ منو جی اشنان کو گئے تو (مچھلی) نے درخواست کی کہ مہاراج! آپ ہی میری جان بچانے چلے آیئے۔ ہمیں گنگا جی میں بھی اب گنجایش نہیں رہی آپ ہی تکلیف کریں تو سمندر میں فراغت ہو سکے۔ مچھلی نے یہ کہہ کر جسم چھوٹا کر لیا۔ منو جی نے سمندر میں پہنچایا۔ جب منو جی پلٹنے لگے تو مچھلی بولی کہ منو جی مہاراج! ایکبات سُنتے جایئے۔ پرلے (قیامت) ہونے والی ہے پانی کے سوا خشکی کا نام نہ رہے گا ایک کشتی تیار کیجیے تمام ضروری ذخیرہ اسمیں ہو ایک مضبوط رسا بھی اسمیں بندھا رہے۔ جب پرلے کا زمانہ آئے سپت (سات) رشیوں کو لیے ہوے کشتی پر سوار ہو جایئے گا میں موقع پر پہنچوں گی۔ اسوقت صورت اور ہے اس وقت منہ پر ایک طول طویل سینگ پایئے گا میں آپ کو اس پرلے میں بچاؤنگی کوئی خوف کی بات نہیں۔

مچھلی چلی گئی۔ منو لوٹے۔ کشتی تیار کی۔ طوفان کا بھی دن آگیا۔ دنیا بھی غرق ہوئی۔ منو جی بھی طوفان کے تھپیڑے میں پھنسے۔ مچھلی بھی اُسوقت آپہنچی جب کشتی ڈگمگا رہی تھی منو جی نے بڑی پھرتی سے رسی کا پھندا پھینکا۔ مچھلی سینگ میں ڈالکر اِدھر اُدھر چکر دینے لگی۔ پانی کے زور وشور کا ذکر ہی کیا تمام دنیا دریا برد ہو گئی اونچے اونچے پہاڑ تک پانی میں ڈوب گئے مچھلی بھاگتے بھاگتے ہمالیہ پہاڑ کی طرف پہنچی ہمالیہ کی بلند سے بلند چوٹیاں پانی کے اندر تھیں صرف ایک سر بفلک چوٹی ڈوبنے سے باقی تھی مچھلی نے وہ کشتی وہیں بندھوائی اور کہا کہ مجھے پہچانا۔ برمھا کون ہے۔ پرجاپتی کسے کہتے ہیں۔ میں ہی وہ ہوں جسکا تمنے نام سُنا۔ تمھیں اس طوفان سے بچانے کے لیے مچھلی کا قالب قبول کر رکھا تھا۔" مہابھارت بن پرب ادھیائے ۱۸۶ ؁

مہابھارت کے رشی منو (نوح) کو طوفان سے بچانیوالی مچھلی کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ وہ حقیقتاً مچھلی نہ تھی بلکہ برمھا جو پرجاپتی خدا ہے وہ خود تجسّم اختیار کر کے نوح کو بچا لیگیا

قرآن شریف بھی یہی بیان فرماتا ہے کہ نوح کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیشتر ہی خبر دی اور طوفان سے بچا لیا پس مچھلی وغیرہ یہ سب النکار یعنی استعارات ہیں اصل واقعہ میں کوئی بڑا اختلاف نہیں اب مہابھارت کے بیان کے بعد آریہ سماج کے نزدیک ہندو تاریخ کی کتاب اور جمہور سناتن کے نزدیک ایشوری گیان (الہام) پورانوں سے متس پوران سے اس طوفان کے متعلق تھوڑا سا اقتباس پیش کرتے ہیں۔

متس پوران کی شہادت

سوریہ کے بیٹے ایک با اقبال مہاراجہ تھے وہ اپنے بیٹے کو سلطنت سونپ کر عبادت و ریاضت کرنے چلے گئے۔ ایک وقت جبکہ منو اپنے آشرم میں "پتری ترپن" کر رہے تھے اُنکے ہاتھ میں ایک متسیہ (مچھلی) آگئی۔ وہ مچھلی بولی اے منو میری حفاظت کرو۔ منو نے پہلے اُسے ایک چھوٹے سے برتن میں پھر ایک گھڑے میں پھر کنوئیں میں پھر ایک جھیل میں پھر گنگا میں رکھا اور پھر جبکہ وہ مچھلی بہت بڑی ہوگئی تو اُسے لیجا کر سمندر میں پھینکا مگر جب منو نے دیکھا کہ اپنا جسم بڑھا لیا سارے سمندر کو گھیر لیا تو وہ ڈرے اور اُس مچھلی کی اسطرح تعریف کرنے لگے۔ تو کوئی دیوتا ہے یا واسودیو (سری کرشن) ہے کسطرح ممکن ہے کہ کوئی دوسرا اس طرح کا بن سکے اے دنیا کے مالک وشنوپتی! اب تجھے نمسکار ہو (سجدہ) یہ تعریف سُنکر وہ مچھلی بولی تم نے میری اچھی تعریف کی اور مجھے پہچانا تھوڑے ہی دنوں میں زمین اپنے پہاڑوں کنجوں اور جنگلوں سمیت سمندر (یعنی پانی) میں ڈوب جائیگی یہ کشتی تمام دیوتاؤں کی ہمت اور محنت سے تیار ہوئی ہے تاکہ جانداروں کے بڑے سموہ کی حفاظت ہو۔ سب جاندار جنکو چاہے وہ پنڈج ہوں وانڈج وسویدج یا اودبھج انھیں اس کشتی پر چڑھا کر مصیبت سے بچانا۔ یُگ کے ختم ہونے پر خوفناک ہوا کے طوفان سے یہ کشتی بہنے لگے تب تم جاندار غیر جاندار دنیا کے مالک بنائے جاؤ گے مچھلی کی شکل میں واسودیو یعنی وشنو (پرمیشور) نے جسوقت کی خبر دی تھی جب وہ آن پہنچا تو قیامت شروع ہوگئی اور واسودیو سینگ والی مچھلی کی شکل میں ظاہر ہوئے اور اننت نام رشیوں کی طرح منو (نوح) کے نزدیک پہونچے۔ منو نے اس سانپ

کی طرح رستے سے اُس کشتی کو مچھلی کے سینگ میں باندھ دیا الخ۔ خلاصہ بیان از متس پوران

شریمد بھاگوت پوران کی گواہی۔

ستیہ برت نام ایک راج رشی تھے ایکوقت جبکہ وہ کرت مالا ندی کے کنارہ پتری ترپن کر رہے تھے تو انکی چُلّو میں پانی کے ساتھ ایک مِین (مچھلی) آگئی اُس نے ستیہ برت سے عرض کی کہ میری حفاظت کرو۔ اُسکے کہنے پر ستیہ برت نے اُسے پہچانا کہ یہ تو مجسّم وشنو ہیں۔ تب ستیہ برت نے مچھلی کی شکل میں متشکل وشنو سے پوچھا کہ بھگوان! آپنے یہ شکل کیوں اختیار کی ہے تب مچھلی نے جواب دیا کہ آج سے ساتویں دن تینوں دنیائیں (زمین۔ آسمان اور درمیانی کُرّہ) قیامت خیز بہت بڑے سمندر میں ڈوب جائیں گے۔ جب طوفان شروع ہوگا تو میری بھیجی ہوئی ایک بڑی کشتی تیرے نزدیک پہنچے گی۔ اپنے ساتھ نباتات اور دیگر مختلف قسم کے بیجوں کو لیکر اور سپت رشیوں (معلوم ہوتا ہے سپت رشی سے مراد نوح کا خاندان ہے) اور دیگر سبکو ساتھ لیکر اُس بڑی کشتی کو ڈولنے دینا جب خوفناک ہوا کے چلنے سے کشتی ڈگمگانے لگے تب اسکو بہت ہی سانپوں کی شکل کے رستہ سے میرے سینگ کے ساتھ باندھ دینا کیونکہ اُسوقت میں تیرے نزدیک پہنچ جاؤں گا۔

مچھلی نے جیسا کچھ کہا تھا ویسا ہی ہوا اور جب پرلے (قیامت خیز طوفان) ختم ہوگیا تو مچھلی کی شکل اختیار کیے ہوئے وشنو (اوتار) نے ہیوگریو نامی راکشس کو مار اُس سے ویدوں کو چھین لیا اور راج رشی ستیہ برت۔ وشنو کی مہربانی سے موجودہ یُگ کے منو ہے۔ الخ"

(خلاصہ بیان از شریمد بھاگوت پوران)

شریمد بھاگوت پوران کا مصنف بھی طوفان کے اُنیکا قائل ہے اور طوفان کا ہیرو منو یعنی نوح ہی کو بتلاتا ہے دیکھو اس بیان کے آخری خط کشیدہ الفاظ۔

اگنی پوران کی شہادۃ

اگنی پوران میں نوح کے طوفان کا ذکر نہایت مختصر ہے بھاگوت اور اگنی پوران کی روایت ایسی ہی ہے کہ اسکا نقل کرنا پہلے لکھے کو دُہرانا ہے اسلیے اگنی پوران کے اقتباس کو نظر انداز کرتے ہوئے ذیل میں سائل کی تسلی و تشفی کے لیے دیگر شہادتیں پیش کرتے ہیں۔

پنڈت بالکرشن۔ ایم۔ اے پروفیسر گوروکل کانگڑی کی شہادت۔

شتھ پتھ براہمن میں لکھا ہے کہ منو کو منہ دھونے کے لیے پانی دیا گیا اُسمیں ایک (چھوٹی) مچھلی تھی جس نے منو کو کہا کہ مجھے پہلے بڑے برتن میں پھر گڑھے میں پھر سمندر میں ڈالکر پرورش کرو تو میں تمھاری حفاظت اُس طوفان سے کروں گی جو تمام جانداروں کو بہالے جائیگا تھوڑے برسوں تک وہ طوفان آئیگا تب تک ایک بڑی کشتی بناکر میری طرف لاتا اور جب طوفان اُمنڈیگے تو بیٹھ جانا تب اُس طوفان سے تمکو بچادونگی۔ منو نے اُس کی تعلیم کے مطابق کام کیا طوفان اُمنڈ پروہ مچھلی کشتی کو بڑی تیزی اور جلدی سے اتر کی طرف پہاڑ پر لے گئی" اسطرح منو بچگئے اور دیگر سب جاندار طوفان سے نیست و نابود ہو گئے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ مذکورہ بالا واقعہ اُس آخری طوفان کو بتلاتا ہے جو قریباً ۸۰۰۰ اٹھ ہزار برس مسیح سے پہلے ہوا یا دوسری باتوں کی طرح استعارہ کے رنگ میں کوئی گہری رمز ہے۔ بہرحال طوفان کا یقین بہت سی پرانی اور قدیم اقوام میں تھا۔

جہاں مہابھارت اگنی پوران۔ وشنو پوران وغیرہ میں اسکا ذکر ہے وہاں مصر چیلڈیا اور یونان کے قدیم باشندے بھی طوفان کی ٹھیک یہی کتھا کہتے ہیں اور بائبل قرآن میں بھی یہی لکھا ہے اسلیے دنیا کی تواریخ میں یہ واقعہ حیرت انگیز ہے" بھارت ورش کا اتہاس ہندی حصہ اول ص ۲۲۶۔

ایک فاضل سناتنی پنڈت کی رائے

سناتن دھرم کے اَنو یائی پنڈت مولراج صاحب اپنی کتاب "ہندو دھرم درپن" میں طوفان نوح کے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔ "سورج کے بیٹے منوجی بڑے بہادر اور پرتاپی تھے وہ چیری ندی کے کنارہ ہر روز ایک پاؤں کے بل ناف تک پانی میں کھڑے ہوکر اپنے ہاتھ سورج کی طرف کرکے بغیر آنکھ جھپکنے کے سورج کو اپنے دھیان کا مرکز قرار دیکر سخت تپسیا و ریاضت کیا کرتے تھے۔ ایک دن ایک مچھلی یکایک پانی میں نمودار ہوئی اور منوجی سے کہنے لگی کہ چھوٹی مچھلی کو بڑی مچھلی کھا جاتی ہے اسلیے میری حفاظت کرو۔ منوجی نے

اس عجیب و غریب مچھلی پر (جسکا اوپر کا دھڑ انسانی تھا اور نیچے کا سارا حصہ مچھلی کا تھا اور اُسکے سر پر ایک سینگ بھی تھا) رحم کھا کر اُسکو لوٹے یا گھڑے میں ڈالا اور اپنی کُٹیا (جھونپڑی) میں لا کر قریب کی ایک باولی میں رکھا۔ منوجی اُس عجیب مچھلی سے بڑا پیار کرتے اور اُسکو ہر روز جا کر دیکھا کرتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ایکدن اُس مچھلی نے کہا کہ اب میں بڑی ہو گئی ہوں ندیا میں مجھکو کوئی خطرہ نہیں ہوگا اسلیے مجھے پھر دریا میں ہی لے چلو چنانچہ منوجی اسکو دریا میں چھوڑ آئے۔ جب منوجی دریا کے کنارہ تپ (ریاضت) کرتے وہ مچھلی بھی ان کے قریب پانی میں تیرتی رہتی۔ اسکے بہت عرصہ بعد پھر مچھلی نے کہا کہ اب میں بہت بڑی ہو گئی ہوں اور دریا میں اب میرا گزارہ نہیں ہو سکتا اور میرے ساتھ چل کر سمندر میں رہنے سے کوئی اندیشہ معلوم نہیں ہوتا چنانچہ منوجی مچھلی کے ساتھ ساتھ دریا کے کنارہ کنارہ جا کر سمندر تک پہنچ گئے سمندر میں پہنچکر اُس عجیب "مچھ" نے فرمایا کہ میں برہم روپ ہوں دیکھو اب پرتھوی (زمین) پر پاپ (گناہ) بہت بڑھ گیا ہے اسلیے ایک بڑا قیامت خیز طوفان آنیوالا ہے تو ایک بڑی عظیم الشان کشتی بنوا کر تیار رکھ۔ طوفان کے وقت اس کشتی میں سوار ہو جانا اور اپنے پشو اور کھیتی و بال بچہ کو ساتھ رکھنا اور اتنے عرصہ کی خوراک کشتی میں ساتھ ڈال لینا اور جو آدمی آپکے ساتھ رہنا منظور کریں اُنکو بھی سوار کرا لینا اور ایک بڑا مضبوط رسّا کشتی سے باندھ رکھنا۔ جس وقت طوفان کا سخت زور ہوگا میں آؤنگا تیری کشتی کی رہنمائی اور رکھشا (حفاظت) کرونگا۔ تمنے کشتی کے رسہ کا دوسرا سرا میرے سینگ میں ڈالدینا۔ چنانچہ مذکورہ بالا واقعات سب کے سب ظہور پذیر ہوئے اور طوفان کے بعد وہ کشتی ہمالہ پربت کی بلند چوٹی سے جا لگی۔ کشتی کا رسّا مچھ کے سینگ سے نکالکر چوٹی سے باندھ دیا گیا اور وہ نادر مچھ منو کو چند ہدایات دیکر پانی میں غائب ہو گیا۔ طوفان کا قاعدہ ہوتا ہے کہ نشیب جگہ کو فراز کر دیتا ہے اور فراز کو نشیب بنا دیتا ہے سو اس طوفان کے بعد بھی ہمالہ پربت کی سب سے بلند چوٹی جس کا نام مونٹ ایورسٹ رکھا گیا ہے اور یہ ایورسٹ کا نام بائبل کے اراراٹ کے نام سے مشابہت رکھتا ہے گویا مونٹ ایورسٹ ہی مونٹ اراراٹ ہے۔"

پنڈت مولراج صاحب اس بیان کے بعد ص ۱۴۵ پر "راجہ منو اور حضرت نوح" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ "اس تاریخی طوفان کو عیسائی اور مسلمان وغیرہ سب قومیں مانتی ہیں۔ ہندو اس قابل تعظیم بزرگ کو راجہ منو کہتے ہیں اور وہ اسکا نام حضرت نوح رکھتے ہیں مگر ہر ایک کا مطلب بالنفس مضمون واحد ہے الخ" ہندو دھرم درپن صد ۱۴۳ تا ۱۴۵۔

ہمارے مہربان دوست شت پتھ براہمن۔ مہابھارت۔ متس پوران بتر بھاگوت پوران۔ اگنی پوران۔ قدیم ہندو کتب کے بیانات و گورو کل کے فاضل رو دوکے علاوہ سناتن دھرم کے علامہ پنڈت مولراج صاحب کی اس طوفان کے متعلق جوابات ہیں ان سب سے کما حقہ تسلّی و تشفی ہو گئی ہوگی اور امید ہے کہ آئندہ کے لیے وہ ایسے اعتراض کرنے سے مجتنب رہیں گے جنکا اقبال اور تذکرہ انکی اپنی مسلّمہ و مصدقہ قدیم کتب میں بھی موجود ہے۔ معترض صاحب کی دلجمعی اور تسلّی کے لیے محولہ بالا حوالے ہی کافی سے بڑھکر ہیں مگر ہم محض انہی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے دنیا کی دیگر اقوام کے خیالات و روایات بھی جو وہ طوفان نوح کے متعلق رکھتی ہیں پیش کرتے ہیں تاکہ ناظرین کی معلومات میں معتدبہ اضافہ ہو اور دیگر غیر مذاہب کے پیرو بھی جان جائیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام قرآن شریف و فرقان حمید میں کوئی بھی ایسی بات ایسا واقعہ ایسی روایت اور ایسا قصہ نہیں جسکا ثبوت دنیا میں موجود نہ ہو یا جسکو دلیل اور برہان سے ثابت نہ کیا جا سکے۔

کسدی روایات

جو مورّخ بروسس نے قلمبند کی ہیں جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ کروناس دیوتا نے خسوتھرسس کو دکھائی دیکر یہ خبر دی کہ ایک طوفان آنیوالا ہے جس سے تمام بنی آدم برباد کیے جائینگے اور اسکو حکم دیا کہ تم ایک کشتی بناؤ اور اسمیں تم اور تمھارے احباب معہ مختلف حیوانات کے داخل ہوں اور بغیر خوف کے اپنے آپکو سمندر کے حوالہ کردو۔ جب طوفان کم ہونے لگا جانور کشتی سے چھوڑے گئے پر وہ پہلی دفعہ جاتے ہی لوٹ آئے دوسری مرتبہ ان کے پاؤں کیچڑ سے بھر گئے مگر تیسری دفعہ واپس نہ آئے اور کشتی آرمینیا کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر اٹک گئی۔

۲۔ طوفان کا اور بھی مفصل حال موجودہ زمانہ میں مسٹر سمتھ صاحب نے ان کسدی کتب

سے دریافت کیا ہے جو کہ ملک اسور سے دستیاب ہوئی ہیں الا و بار ہسیسدرا کے پاس جو ایک پالکباز آدمی تھا اور جو اکیلا طوفان کی آفت سے زیخ نکلا تھا جاتا ہے اور اُس سے اُسکی داستان سُنتا ہے ہسیسدرا بیان کرتا ہے کہ ہسیاہ دیوتا مجھے دکھائی دیا اور اُسنے مجھے خبر دی کہ دیوتاوں کا ارادہ ہے کہ بنی آدم کو اُنکے گناہوں کے سبب سے برباد کردیں سو تو اتنی لمبی اتنی چوڑی کشتی تیار کر کے اُسمیں اپنا اناج اور اسباب اور دیگر سب اشیاء اور دولت اور باندیاں اور کنیزکیں اور نوجوان آدمی اور میدان کے حیوانات اور بہائم جمع کر۔ پھر اُس نے (یعنی ہسیاہ نے) وعدہ کیا کہ میں خود دروازہ بند کرونگا۔ اسپر میں نے (ہسیسدرا) نے ملامت کی اور کہا کہ لوگ مجھے ٹھٹھوں میں اُڑائیں گے وغیرہ تاہم جہاز بنانے کے کام میں مشغول ہوا۔ اسکے بعد ہسیسدرا بیان کرتا ہے کہ جب وہ جہاز تیار ہوگیا تو اُسپر تین پیمانے تال اندر کے رُخ اور اتنی ہی مقدار کے قریب باہر کی طرف ڈالیگئی شمس یعنی سورج کے دیوتا نے طوفان کو بھیجا جو بڑی تیزی اور تندی سے آیا اور تمام جاندار دارول کو سطح زمین سے برباد کرنگا ساتویں روز طوفان ختم ہوا اُسکے بعد ہسیسدرا نے ایک فاختہ کو چھوڑا جو لوٹ کر واپس آگئی پھر ایک ابابیل کو چھوڑا وہ جانور بھی واپس آیا اسکے بعد ایک کوا چھوڑا گیا مگر وہ نہ لوٹا وغیرہ وغیرہ۔ یہ بیان قرآن شریف کے بیان سے کسیقدر اختلاف رکھتے ہیں مگر جب توہمات اور لغاظی کو علیحدہ کردیا جاوے تو وہی سادہ حقیقت رہجاتی ہے جو قرآن مجید بیان کرتا ہے۔

(یونانی روایات)

یونانیوں کی پُرانی کتب میں لکھا ہے کہ پرومیتھی اُس کا فرزند ڈیوکیلئس جبکہ تھیسلی کنیفیتھیا سلطنت پر متمکن تھا تو اُسوقت جوپٹر دیوتا کے غصہ اور ناراضگی کے باعث یونان میں طوفان آیا۔ ڈیوکیلئس واپسے سے علم حاصل ہونیکے باعث اپنی بیوی پائیرا کے ساتھ ایک بڑی کشتی میں سوار ہوگیا۔ نو دن تک پانیکی لہریں بہت ہی بلند ہوتی رہیں جس سے یونان کے تمام جاندار نیست و نابود ہوگئے۔ آخر میں ڈیوکیلئس کی کشتی درناسس پہاڑ پر جالگی اس طوفان سے صرف یہی دو میاں بیوی بچے۔ دیکھئے کسیلز کان سائز سائیکلو پیڈیا صفحہ ۳۹۹۔

اہل چین اور اہل امریکہ کی روایات

اے مینوئول آف بائبل ہسٹری مصنفہ ریورینڈ ولیم بلیکی صاحب ڈی ڈی میں لکھا ہے کہ "وحشی لوگوں کے درمیان جیسی روایتیں بہت دلچسپ ہیں مگر وہ روایات جو قدیم سے اہل امریکہ کے درمیان مُروج ہیں اور بھی زیادہ عجیب ہیں میکسیکو میں کئی ایسی تصاویر پائی گئی ہیں جنمیں ایک مرد اور اُسکی جورو ایک کشتی یا تختہ پر بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور انکے پیچھے ایک پہاڑ کھڑا ہے اور کئی پرندے مثل فاختہ و گدھ اُڑ رہے ہیں۔ پھر شمالی امریکہ کے چروکی انڈینس کے درمیان ایک روایت مروج ہے اور وہ یہ کہ ایکدفعہ ایسا طوفان آیا کہ جسنے سب بنی آدم کو برباد کر دیا سوائے ایک خاندان کے جو ایک کشتی میں داخل ہو کے بچ نکلا۔

اسی طرح دنیا کے مختلف ممالک کی تواریخ کا مطالعہ کیا جاوے تو اس قسم کی روایات کثرت سے مل سکتی ہیں ہاں یہ ایک علیحدہ امر ہے کہ اُن روایات و حکایات میں شاعرانہ مبالغہ یا جاہلانہ حاشیہ آرائی کا بہت کچھہ دخل ہو یا قصہ گویوں کی ملمع کاری کا عکس پایا جائے مگر اصل مطلب یا نفس مضمون میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ مہاشہ جی۔ اب بتلائیے آپ جس کا ثبوت بزعم خود ناممکن اور اسنبھو سمجھہ رہے تھے کیسا ممکن اور سنبھو ہوگیا۔

ہمنے ابھی مہاشہ صاحب کے بہت سے اعتراضات کا جواب حوالۂ قلم کرنا ہے اسلیے ایک ہی اعتراض پر بہت سا وقت خرچ کرنا مناسب نہ سمجھکر اسکو یہیں ختم کرتے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اس مضمون کو پھر کسی وقت زیادہ تواریخی اشہاد سے مرصع کر کے پیش کرنیکا فخر حاصل کرینگے۔ فقط (فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

شیعی دنیا میں تزلزل

ڈالدیا تھا پچھلے دنوں ہمارے مکرم دوست منشی خادم حسین صاحب کے ایک مضمون تحقیق امام آخر الزمان نے جسمیں شیعہ مستند کتب کے حوالوں سے حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کیگئی تھی۔ اس مضمون کے نسخے چند بچے رہ گئے۔ قیمت فی پرچہ ۸/ر

صادقوں کی روشنی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

کی وہ مستند و معروف تصنیف جسمیں ان اعتراضات کا کامل جواب ہے جو حضور مسیح موعود کی وفات پر کیے گئے معہ رسالہ الوصیۃ ایک دو نسخے باقی ہیں۔ قیمت عصہ ۸/ر

مذاکرۂ علمیّہ

حصہ اوّل

بجواب مکالمہ علمیہ نمبر ۱۴ مندرجہ اصلاح نمبر ۵ جلد ۱۳

جناب سید صادق حسین صاحب ہاٹوی کا مندرجہ ذیل مضمون ۵ جولائی کو وصول ہوا تھا مگر میں اسے ابتک شائع نہ کرسکا اس مہینہ کے رسالہ میں بھی وہ تمام وکمال نہیں آسکتا اسلیے مجبوراً مجھے اس کا ایک حصہ ملتوی کردینا پڑا۔ اور بقیہ ہدیہ ناظرین ہے۔ سید محمد ہارون صاحب ممتاز الافاضل نے طعن دیا تھا کہ سید ہوکر سُنّی اور پھر مرزائی اسکا نہایت لطیف جواب ہمارے بھائی نے دیا ہے جو کسی دوسرے وقت چھاپا جائے گا فی الحال اصل مبحث کو مقدم کردیا ہے (ایڈیٹر)

میرا ایک مضمون زیر عنوان **جوابات اعتراضات شیعہ** تشحیذ الاذہان نمبر۱ جلد۱۴ ماہ جنوری ۱۹۱۹ء میں شائع ہوا تھا اُسپر مولوی سید محمد ہارون صاحب ممتاز الافاضل زنگی پوری نے کچھ خامہ فرسائی کی ہے اور وہ بعنوان مکالمہ علمیہ نمبر ۱۴ شیعوں کے رسالہ اصلاح نمبر۵ جلد ۲۳ میں شائع ہوئی ہے میرا یہ مضمون اُسکے جواب میں ہے۔

ہارون۔ پہلا دعویٰ یہ ہے کہ یاایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبیّ۔ جواب (۱) اس آیت میں خطاب اہل ایمان سے ہے۔۔۔ پس پہلے حضرات شیخین کا ایمان ثابت کرنا چاہیے الخ

صادق۔ تشحیذ الاذہان میں آپ کی ایک چالاکی کی بنا یعنی غلط حوالہ دینے پر مجھے خامہ فرسائی ہوئی ہی تھی کہ جناب نے اپنی تقویٰ و تورع کا یہ دوسرا نمونہ پیش کردیا۔ ایک شد دو شد۔ غضب کی بات ہے آپ نے اسبات کا کچھ بھی خیال نہ کیا کہ تشحیذ و اصلاح دونوں پرچوں کو اگر کوئی شخص دیکھے گا تو آپ کی نسبت کیا رائے قائم کریگا۔ کیا آپ حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ میں نے آیۂ مذکورہ مدعی کی حیثیت سے پیش کی ہے؟ حضرت خدا سے ڈرو مذہبی مباحثات میں اس قسم کی چالاکیاں سخت شرمناک و نفرت انگیز ہوتی ہیں۔ شیعہ معترض نے جب بربنائے آیۂ مذکورہ شیخین پر اعتراض کیا تو میں نے اور جوابات کے علاوہ لکھا کہ اس آیت کی بنا پر بفرض محال اگر کوئی اعتراض

شیخین پر ہوسکتا ہے تو اسی صورت میں کہ جب شیخین کو مومنوں میں تسلیم کیجائے اور شیعہ انکو مومن تسلیم نہیں کرتے پس وہ شیخین پر اعتراض بھی نہیں کر سکتے - اس جواب کو پڑھ کر آپ حواس باختہ ہو گئے - شیخین کو یاایھا الذین اٰمنوا کے خطاب میں داخل ماننے میں تو شیعیت کافور ہوتی ہے نہیں مانتے ہیں تو شیعہ معترض کا اعتراض بے بنیاد ثابت ہوتا ہے عرصہ دراز تک عالم تفکر میں ہاتھ پاؤں مارنیکے بعد آپ کو یہ سوجھی اور بہت دور کی سوجھی کہ اصل واقعات کی صورت بدلدی پھر بھی جو کچھ تحریر فرمایا اُسکا خلاصہ بالفاظ دیگر یہی ہے کہ شیعہ انکو مومن تسلیم نہیں کرتے پس وہ شیخین پر اعتراض بھی نہیں کر سکتے - ہارون صاحب! اگر آپ ایسے ہی جوابات لکھتے رہیں گے تو دنیا کو اچھی طرح آپکی عقل کا اندازہ ہوتا رہیگا -

ہارون - بالکل غلط ہے کہ حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کی ڈاڑھی اور غصہ کو سزادہی کے طور پر گھسیٹا تھا بلکہ یہ فعل آپ کا ازراہ محبت تھا جیسا کہ کوئی شخص جبکہ سفر سے آتا ہے اور اپنے پیارے عزیزوں سے ملاقات ہوتی ہے تو اُسکا سر پکڑ کر اپنے سینہ سے لگاتا اور پیار کرتا ہے"۔ جبتک آپ یہ ثابت نہ کرلیں کہ قطعاً حضرت موسیٰ کا فعل ازراہ غضب تھا تب تک آپ کو اس بات کے کہنے کا حق نہ ہوگا کہ آپس میں جھگڑا کرنے سے ایمان زائل نہیں ہوتا جیسا کہ موسیٰ نے ہارون سے جھگڑا کیا"

صادق - ممتاز الافاضل صاحب آپکی یہ تفسیر قرآن شریف کی یہ تفسیر نہیں صریح تحریف ہے ذیل کے دلائل ملاحظہ ہوں۔ پارہ نہم سورہ الاعراف رکوع ۱۸ میں یہ آیات ہیں ولما رجع موسیٰ الیٰ قومہ غضبان اسفا قال بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم و القی الالواح واخذ براس اخیہ یجرہ الیہ قال ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی فلا تشمت بی الاعداء ولا تجعلنی مع القوم الظٰلمین پھر چند آیات کے بعد یہ آیت ہے ولما سکت عن موسی الغضب اخذ الالواح یعنی جب فرو ہوا موسیٰ سے غصہ تو لے لیں تختیاں اور سورہ طٰہٰ میں یہ آیتیں ہیں قال یٰھرون ما منعک اذ رایتھم ضلوا الا تتبعن قال یابن ام لا تاخذ بلحیتی ولا براسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی۔ اب ان تمام آیات

اور ان کے سیاق و سباق پر نظر ڈال لینے سے ہر صحیح الحواس انسان سمجھ سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قطعاً و یقیناً بحالت غضب حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی پکڑی اور ان کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔ (اس کی تشریح کرتے ہوئے صادق صاحب فرماتے ہیں)

اب ہم دقیق مباحث کو چھوڑ کر ایک ایسی واضح دلیل پیش کرتے ہیں جسے ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ لے اور وہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے غضب کی حالت الفاظ لما رجع موسیٰ الی قومه غضبان اسفا سے شروع ہوئی اور ولما سکت عن موسی الغضب اخذ الالواح پر ختم ہوئی۔ حضرت ہارون کی ڈاڑھی اور سر پکڑے جانیکا واقعہ ان آیات مذکورہ کے درمیان بیان ہوا ہے پس قطعاً اور یقیناً ثابت ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فعل زیر بحث ازراہ غضب تھا لہٰذا ہمیں یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ مومنین کے باہم جھگڑا ہو جانے سے انکا ایمان زائل نہیں ہو جاتا بلکہ ہمیں یہ کہنے کا بھی حق حاصل ہے کہ مومنین میں باہم قتال ہو جانے سے بھی ایمان زائل نہیں ہوتا کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما۔ ترجمہ اور اگر دو جماعتیں مومنین میں سے باہم قتال کریں تو صلح کرا دو درمیان اُن دونوں کے۔

ہارون۔ امام اور وہ بھی معصوم جس نے رسولخدا جیسے خلق مجسم سے تعلیم پائی ہو گالی گلوچ نہیں کر سکتا البتہ تاریخ سیوطی میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر بڑی گالی باز تھے وکان ابو بکر سبّابًا

صادق۔ عربی عبارت بحوالہ تاریخ الخلفاء سیوطی کی کس فصل میں ہے براہ مہربانی ٹھیک پتہ دیجیے کیونکہ تاریخ الخلفاء مترجم میں اس فقرہ کا ہم معنی فقرہ مجھ تلاش سے نہیں ملا۔ البتہ نہج البلاغہ میں سر دست چند فقرات ایسے ملے ہیں کہ سبّابی کی حد اگر ان تک پہنچگئی ہو تو بہتر بات تو آپ کے نزدیک بھی قابل اعتراض نہیں ہونی چاہیے ورنہ عصمت کی خیر نہیں اور وہ فقرات یہ ہیں (۱) ایکروز جناب امیر کوفہ کی مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے اشعث ابن قیس نے حضرت کے چند الفاظ پر اعتراض کیا کہ وہ آپکے لیے مفید نہیں بلکہ مضر ہیں اسپر جناب امیر نے اشعث مذکور کیطرف غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا "تو کیا جانتا ہے تجھے کس نے اطلاع دی کہ فلاں چیز میرے لیے مضر ہے اور فلاں چیز نفع

پہنچانے والی ہے... تجھ پر خدا کی لعنت برس رہی ہے لعنت کرنیوالے تجھ پر لعنت کر رہے ہیں اور شریر کے بیٹے شریر النسان اور کافر کے بیٹے منافق (نہج البلاغۃ مترجم صفحہ ۳۳-)
(۲) اسی کتاب میں لکھا ہے کہ خوارج نہروان کو ڈرانے دھمکانے کیلیے آپنے ایک خطبہ فرمایا اسمیں ارشاد ہے۔ "تمھارا گروہ خوب یاد رکھو ایک چھوٹے سے مغز والا اور نہایت ہی بےعقل ہے تمھارے لیے باپ نہ ہوں،، (نہج البلاغۃ مترجم صفحہ ۵۵) (۳) جناب امیر نے اپنے بعض شیعوں کے حق میں فرمایا "خدا تمھارے چہرونکو ذلیل و خوار کرے تمھارے نصیب اور مقدر کو پست کردے تم بدبخت ہو جاؤ" (نہج البلاغۃ صہ ۹۲)
(۴) مروان بن الحکم کے حق میں جناب امیر نے ایکمرتبہ فرمایا کہ اسکے لیے ایک حکومت ہے وہ اسے اسطرح چاٹے گا جیسے کتا اپنی ناک کو چاٹا کرتا ہے وہ چار بھینسوں کا باپ ہے۔ نہج البلاغۃ صہ ۸۳۔ (۵) جناب امیر نے ایکمرتبہ عمر عاص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "اگر یہ وہی شخص ہے جسکی یہ توصیف کیگئی تو بیشک اسکا بزرگترین فریب یہی کہ اپنی عورۃ (دبر) کو قوم کے لیے بخشدیتا ہے" نہج البلاغۃ صہ ۹۷ سخت تعجب ہے یہ لسپر زانیہ۔ نہج البلاغۃ
ہارون۔ رسولخدا کے سامنے ابوبکر و عمر کا بدزبانی کرنا مبحوث عنہ ہے +
صادق اسکا جواب ہمارے پہلے مضمون میں موجود ہے کہ یہ آیۃ زمانہ قبل نزول سے متعلق نہیں اور سننا ہو تو سُنیے کہ یہ روایت شان نزول قطعی الصدور نہیں۔ علاوہ بریں اس آیۃ کی رو سے نہی ان دو باتوں کی کیگئی ہے (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی آواز نہ کی جاسکے (۲) جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسے نہ پکارا جائے۔ اور روایت شان نزول سے ظاہر ہے کہ ان دونو باتوں میں سے کوئی بات بھی شیخین سے سرزد نہیں ہوئی پس اس روایت شان نزول کی بنا پر بھی ہم باآواز بلند کہہ سکتے ہیں کہ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کی رو سے کوئی الزام شیخین پر نہیں لگایا جاسکتا۔ پھر یہ بھی اعتراض ہے کہ مفسرین اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہے۔ نتیجہ اسکا ظاہر ہے کہ اس آیت میں منہی عنہ وہی رفع صوت فوق صوت النبی ہو سکتا ہے جو قصداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی تعظیم و توقیر کے خلاف کیا جائے اور یہ الزام بھی روایت شان نزول سے شیخین پر ثابت ہیں
اس آیۃ کے نزول کے بعد شیخین کا طریق عمل روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ دربار نبوی میں
نہایت آہستہ کلام کیا کرتے تھے اور ساتھ ہی مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ آیات مابعد یعنی ان
الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولٰئک الذین امتحن اللہ قلوبھم
للتقوٰی لھم مغفرۃ و اجر عظیم۔ صدیقؓ و فاروقؓ و ثابتؓ اور انکے امثال کے
حق میں وارد ہوئی ہیں۔ تفسیر غایۃ البرہان ص ۵۱۸

ہارون۔ امام عبدالکریم نے امام بخاری سے جو روایت نقل کی ہے اسمیں بتصریح حضرت
عمر کا نام موجود لیکن یہی روایت جو صحیح بخاری جلد ۳ میں ہی بجائے لفظ عمر کے قال بعضھم
لکھا ہوا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ملل و نحل کے بعد بغرض عیب پوشی حضرت عمر
ان کا نام اور اڑا کر بعضھم لکھدیا ہے +

صادق۔ مینے تشحیذ الاذہان میں تلخیص الصحاح جلد ۱ ص ۱۰ سے جو روایت نقل کی
ہے اسکے اخیر پر لفظ اخرجہ الشیخان درج ہے اور اسمیں صاف لکھا ہے قال عمر
ان رسول اللہ صلی اللہ قد غلبہ الوجع بس جو خیال آپنے ظاہر کیا ہے وہ محض وہم یا
افترا ہے۔ بخاری مطبوعہ مصر الجزء الاول ص ۲۲-۲۳ میں یہ حدیث یحیی ابن سلیمان کی سلسلہ
اسناد سے درج ہے اسمیں قال عمر موجود ہے اسی طرح بخاری مطبوعہ مصر الجزء الرابع ص ۵
میں بھی یہ حدیث ابراہیم بن موسیٰ وغیرہ کئی راویوں کے واسطہ سے آئی ہے اسمیں بھی عمر کا
نام دو جگہ موجود ہے البتہ بخاری مطبوعہ مصر الجزء الثالث ص ۱۰ میں قتیبہ کے واسطہ سے
جو حدیث آئی ہے اسمیں عمر کا نام نہیں اور اسکے متصل ہی دوسری حدیث جو علی بن عبد اللہ
کے واسطے سے مروی ہے اسمیں فقال بعضھم لکھا ہے پس یہ اختلاف روایت ہے
نہ یہ کہ بغرض عیب پوشی حضرت عمرؓ انکا نام اڑا کر بعضھم لکھدیا گیا ہو ایسا ہوتا تو
کسی روایت بخاری میں اب عمر کا نام موجود نہ ہوتا +

ہارون۔ کیوں فرمایا کہ قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع جس سے آپکی
ناراضی معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو اس کلام و نزاع سے ایذا پہنچی جسکے

باعث صحابہ حاضرین ہوئے جنمیں حضرت عمر بھی داخل ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں ایذائے رسول سے لوگوں کو منع کرتا ہے۔

صادق۔ کیا اسوقت جناب رسول خدا کے پاس صحابہ غیر اہل بیت ہی تھے اور صحابہ اہل بیت آپ کو مرض الموت میں چھوڑ کر گھر خالی کر گئے تھے یا وہ تو موجود تھے اول الذکر صورت میں صحابہ اہل بیت سخت مورد الزام ٹھہرتے ہیں اور آخر الذکر صورت میں شریک الزام فما ہو جوابکم فہو جوابنا

ہارون۔ ظاہر حدیث یہی بتا رہا ہے کہ اُن شور کرنیوالوں میں خود جناب عمر بھی تھے۔

صادق شور کرنا اور چیز ہے اور شور کرنے والوں میں موجود ہونا اور چیز۔ الفاظ حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عمر نے شور کیا یا وہ شور کرنیوالے تھے۔ اگر یہ سوال ہو کہ شور کرنیوالے کون لوگ تھے؟ تو اس سوال کا جواب احادیث سے یہ ملتا ہے فاختلف اہل البیت فاختصموا پھر بھی کسی کا نام خصوصیت کے ساتھ مذکور نہیں۔

ہارون۔ اس حدیث کو محدث خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں اسطرح نقل کیا ہے فقال عمران الرجل لیہجر حسبنا کتاب اللہ۔

صادق۔ ہمارے نزدیک نسیم الریاض حدیث کی کوئی معتبر کتاب نہیں چہ جائیکہ اسکا ذکر صحیح بخاری کے مقابلہ میں کیا جائے نہ خفاجی کو ہم امام اسمٰعیل بخاری کے سامنے کچھ وقعت دے سکتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بہت سے تقیہ باز محدثوں کیطرح محدث خفاجی نے بھی اہل سنت کے حال پر یہ مہربانی فرمائی ہو یا سبائیہ کمیٹی کے کسی ممبر نے نسیم الریاض میں کچھ صناعانہ دست درازی کی ہو اگر محدث خفاجی زندہ ہوتے تو اُن سے اس قول کی سند کا مطالبہ کیا جاتا۔ باایں ہمہ یہ بھی جائز ہے کہ محدث مذکور نے یہ فقرہ اگر نقل کیا ہو تو شیعوں کی تردید کیلیے نقل کیا ہو کیونکہ روایت اور شے ہے اور تصدیق روایت اور شے۔ اور یہ تو مسلمہ فریقین ہے کہ احاد روایتیں عقائد میں حجت نہیں اور یہ روایت از قسم احاد ہے پھر یہ روایت اجماع اہل سنت کے خلاف ہے اسلیے بھی حجت نہیں۔ باقی جواب کیلیے ہمارا مضمون دوبارہ غور سے پڑھیے اور خوب یاد رکھیے کہ امام بخاری کوئی تقیہ باز امام نہیں ہے اُسے عیب پوشی کا الزام لگانے والا تقیہ باز ونکی پردہ دری کرانے والا ہے۔ سچ ہے ع ہر کہ تف افگند بہ مہر منیر ÷ ہم بروئش فتد تف تحقیر ÷

ہارون - دیکھئے اس موقع کی حدیثوں کو جو صریح ہیں اس مطلب میں امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں خود حضرت ابوبکر سے روایت کرتے ہیں ان النبیؐ بعثہ ببراءۃ لاھل مکۃ الخ نیز اس مطلب کی مؤید کہ ابوبکر صاحب رستہ ہی سے واپس لوٹ گئے اور مکہ کو نہ گئے وہ حدیث بھی ہے جسے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں درج کیا ہے اور وہ یہ ہے ان رسول اللہ بعث ببراءۃ مع ابی بکر الیٰ اھل مکۃ ... لہٰذا وہ خیال جو صاحب قرۃ العینین وغیرہ نے ظاہر کیا ہے کہ ابوبکر بھی حضرت امیر المومنین کے ساتھ مکہ کو گئے اور حضرت امیر المومنین صرف انکی تائید کے لیے گئے تھے غلط ثابت ہو گیا اور معلوم ہوا کہ موالیان خلیفہ اول نے واقعہ کے خلاف یہ بات بنائی ہے کہ دونو صاحب ملکر مکہ کو گئے ۔

صادق صاحب قرۃ العینین وغیرہ نے جو کچھ اس بارہ میں لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے آپ کو اگر اہل سنتہ کی کتابوں کی خبر نہیں تو خیر معذور ہیں مگر ممتاز الفاضل صاحب! آپکو شیعہ مذہب کی کتابوں سے تو خبردار ہونا ضروری تھا - تفسیر امام حسن عسکری کی عبارت آپ میں پیش کر چکا ہیں پھر بھی متنبہ نہیں ہوئے تفسیر مذکور کا مطلب صاف ہے کہ آنحضرتؐ نے ابوبکر کو دو خدمتیں سپرد کی تھیں (۱) سورہ براءۃ کی دس آیتیں کافران مکہ کو سنانا (۲) ہمراہیوں سمیت ایام حج میں مکہ معظمہ میں جا کر حج کرنا - پھر حضرت علی نے بحکم رسول خدا ابوبکر سے وہ آیتیں لے لیں - دوسری خدمت کی منسوخی کا اس تفسیر میں کوئی حکم نہیں - نتیجہ ظاہر ہے کہ ابوبکر دوسری خدمت پر قائم رہے ۔

اب مسند احمدؒ کی دونو حدیثوں کے متعلق سنئیے - یہ حدیثیں بخاری اور مسلم اور سنن نسائی کی حدیثوں کے معارض ہیں اسلیے لائق احتجاج نہیں مشکوٰۃ جلد ثالث مطبوعہ مطبع احمدی لاہور صفحہ ۱۹۳ میں روایت ہے عن ابی ھریرۃ قال بعثنی ابوبکر فی الحجۃ امرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل حجۃ الوداع یوم النحر فی رھط امرہ ان یؤذن فی الناس الا لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوفن بالبیت عریان متفق علیہ - روایت ہے ابوہریرہ سے کہ بھیجا مجھکو ابوبکر نے اس حج میں کہ امر کیا تھا انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمیں پہلے حجۃ الوداع کے دن نحر کے بیچ

جماعت کے کہ حکم کیا تھا اسکو کہ اعلام کرے لوگوں میں خبردار ہو نہ حج کرے بعد اس سال کے کوی مشرک اور نہ طواف کرے خانہ کعبہ کا کوی ننگا۔ متفق علیہ۔

اور سنن نسائی جلد اول ربع ثالث مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ ۴۶۸ - ۴۶۹ میں لکھا ہے الخطبة قبل یوم الترویة (آٹھویں تاریخ سی پہلے ساتویں تاریخ خطبہ پڑھنا) عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین رجع من عمرة الجعرانة بعث ابا بکر علی الحج فاقبلنا معہ (چونکہ روایت طویل ہے اسلیے صرف ترجمہ متن حدیث کتاب مذکور سے نقل کیا جاتا ہے) ترجمہ جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جعرانہ کے عمرہ سے لوٹے تو ابوبکر کو (لوگوں کا سردار کرکے) حج پر مقرر کیا ہم لوگ انکے ساتھ آے جب عرج (ایک مقام کا نام ہے) میں پہنچے تو صبح کی اذان ہوی پھر ابوبکر کھڑے ہوی نماز کی تکبیر کہنے کو اتنے میں اونٹ کی آواز پیچھے سے سنی انھوں نے توقف کیا اور کہا یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی آواز ہے جس کا نام جدعاء ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلا معلوم ہوا حج میں آنا تو شاید آپ ہی ہوں ہم آپکے ساتھ نماز پڑھینگے اتنے میں علی اس اونٹنی پر نمودار ہوے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تم امیر ہوکے آے ہو یا کچھ پیغام لیکر انھوں نے کہا پیغام لیکر مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے سورہ براءت سنانیکو حج کے مجمعوں میں پھر ہم مکہ میں آے یوم الترویہ سے ایکدن پہلے (یعنی ساتویں تاریخ) تو ابوبکر کھڑے ہوے اور خطبہ سنایا لوگونکو اور حج کے ارکان بیان کیے جب وہ فارغ ہوے تو حضرت علی کھڑے ہوے اور لوگونکو سورہ براءت سنانی شروع کی یہانتک کہ ختم کیا اسکو پھر ہم ابوبکر صدیق کے ساتھ نکلے جب عرفہ کا دن ہوا (نویں تاریخ) تو ابوبکر کھڑے ہوے اور خطبہ سنایا لوگونکو اور بیان کیے حج کے طریقے جب وہ فارغ ہوے تو حضرت علی کھڑے ہوے اور سورہ براءت سنای یہانتک کہ ختم کیا اسکو پھر جب یوم النحر ہوا (دسویں تاریخ) تو ہم لوٹے منا کو (عرفات سے) جب ابوبکر لوٹ کر آے تو انھوں نے خطبہ سنایا لوگونکو اور لوٹنے کے اور قربانی کرنیکے احکام بتلاے اور ارکان پھر جب فارغ ہوے تو حضرت علی کھڑے ہوے اور سورہ براءت سنائی یہانتک کہ ختم کیا اسکو پھر جب پہلا دن کوچ کا ہوا (یعنی بارھویں تاریخ)

تو ابوبکر کھڑے ہوئے اور خطبہ سنایا اور بیان کیا کیونکر حج کرنا چاہیے اور کس طرح کنکریاں مارنا چاہیے پھر سب ارکان سکھلائے جب فارغ ہوئے تو علی کھڑے ہوئے اور سورہ براءت لوگوں کو سنائی یہانتک کہ ختم کیا اُس کو *

یہ ہیں اصل واقعات جو حضرت جابرؓ نے بچشم دید لعبید تاریخ تفصیل وار بیان کیے ہیں انکے مقابلہ میں مسند احمد کی روایتیں مجمل و غیر موثق مرجوح بلکہ موضوع ہیں بجز اسکے کہ اُنکی وہ تاویل تسلیم کی جاوے جو ہم ذیل میں بیان کرینگے۔ جب ان روایتوں سے یہ بات قطعاً و یقیناً ثابت ہو گئی کہ حضرت ابوبکر مکہ گئے اور جناب امیر اس سفر مکہ میں حضرت ابوبکر کی پیروی کرتے اُنکے پیچھے نمازیں پڑھتے اور مناسک حج میں اُنکی متابعت کرتے رہے اور حضرت ابوبکر بحیثیت امیر المؤمنین اور خلیفۃ الرسول حجاج مومنین کو احکام و مناسک حج وغیرہ تعلیم فرماتے رہے اور تمام فرائض حضرت رسول خدا بجالاتے رہے اور حضرت علی علیہ السلام حضرت ابوبکر علیہ السلام کے خطبات کے بعد صرف سورہ براءت پڑھ کر سناتے تھے تو صاحب قرۃ العینین وغیرہ کا خیال بالکل صحیح ثابت ہوا اور آپ کا انکار محض جہالت یا افترا۔ امیر المؤمنین اور امیر الحاج ابوبکر کے ساتھ جناب امیر کو صرف سورۂ براءت کی آیتیں پڑھ کر سنانے کے لیے بطور نقیب المؤمنین جو بھیجا گیا اسمیں علاوہ اور حکمتوں کے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہ حکمت بھی تھی کہ خدا تعالیٰ کو عالم الغیب ہونے کی وجہ سے معلوم تھا کہ آئندہ ایک قوم خلفاء ثلاثہ پر تبرا بھیجنے والی اور رابع الخلفاء جناب علی کی شان میں غلو کرنے والی پیدا ہوگی اسلیے حکمت الٰہی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ایک حج کے موقع پر حضرت ابوبکر کو بلافصل خلیفۃ الرسول اور امیر المؤمنین اور جناب امیر کو اُنکی ماتحتی میں رکھکر سورۂ براءۃ کی چند آیتیں پڑھ کر سنانے کے لیے بطور نقیب المؤمنین ٹھہرایا جاوے تاکہ حجاج مومنین اور پھر اُن کے ذریعے سے اسلامی دنیا کو یہ بصیرت حاصل ہو جاوے کہ حضرت ابوبکر کی زندگی میں حضرت علی امیر المؤمنین و خلیفۃ الرسول نہیں ہو سکتے اور نیز امیر المؤمنین ابوبکر صدیق کے دشمنوں سے جناب علی براءۃ کا اظہار فرماتے ہیں یہ امر اس اظہار پر امور ہیں تاکہ یہ واقعہ جب ایک جم غفیر مومنین کی آنکھوں کے سامنے ہو تو آئندہ تا قیامت احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے ایک زبردست تاریخی شہادت ہو اور

نیز اسی قوم اسبات ہے کہ سورہ براءۃ کی آیتیں ابوبکر سے لیکر علی کو دی گئیں فخریہ یاد رکھے اور اور تحقیق کے وقت حکمت مذکورہ کی تہ تک پہنچنے کے لیے یہ واقعہ موصل الی المطلوب ہو۔

اب ہم مسند احمد کی روایتوں کی وہ تاویل عرض کرتے ہیں جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے پہلی حدیث پیش کردہ جناب میں قال لعلی الحقہ فرد ابا بکر و بلغہا انت ففعل قال فلما قدم علی النبیؐ ابو بکر بکی۔ کے یہ معنے ہیں کہ رسول خدا نے علی سے کہا کہ تم ابوبکر سے جا کر ملو اسکو ہمارے حکم کی طرف پھیرو یعنی اسے ہمارا حکم سنادو اور تم سورۂ براءۃ کی تبلیغ کرو چنانچہ حضرت علی نے ایسا ہی کیا پھر جب ابوبکر حج سے فارغ ہوکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوے تو انھوں نے روکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا مجھسے کوی بدی سرزد ہوی رسول خدا نے فرمایا نہیں خیر کے سوا کچھہ نہیں لیکن خدا نے مجھے حکم دیا کہ یہ خاص پیام متعلق سورہ براءۃ خود میں پہنچاوں یا میرا کوی عزیز خاندانی۔

اور دوسری حدیث مسند احمد کے الفاظ ردہ الی کے یہ معنے ہیں کہ ابوبکر کو میرے اس حکم کی طرف پھیرو یعنی متوجہ کرو اور سناو کہ اس خاص پیام متضمن سورہ براءۃ کو کفار تک میرے اہل بیت کے سوا مستقل طور پر اور کوی نہ پہنچاے +

لفظ رد کے ان معنوں کی طرف جو ہمنے بیان کیے ہیں آیہ فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول اور حدیث استفہموہ فذہبوا یردون علیہ پر غور کرو۔ افسوس کہ حضرات اہل خلاف مفوضہ ہوں یا نصیری اسمٰعیلیہ ہوں یا رافضی مطلق امامیہ ہوں یا اثنا عشری اسقدر بیجا عداوت صحابہ خصوصاً خلفاء ثلاثہ پر ٹوٹے ہوے ہیں کہ انکو صاف صاف عبارتوں کا مطلب بھی اچھی طرح مفہوم نہیں ہوتا اور کہیں ایک لفظ بھی دیکھہ لیتے ہیں تو مارے خوشی کے دوڑ پڑتے ہیں آگے پیچھے کی عبارت کو بالکل نہیں دیکھتے کہ کیا لکھا ہے عبارت مطلق ہے یا مقید مشروط ہے یا غیر مشروط عام ہے یا خاص وغیرہ وغیرہ اگر یہ لوگ تعصب کی عینک آنکھوں سے اتار کر کتابوں کا مطالعہ کرتے تو امید تھی کہ ایسی غلط فہمیاں واقعہ نہ ہوتیں مگر ان سے کب ممکن ہے جنکے خمیر میں عداوت خلفاء ثلثہ و دیگر صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور بغض اسلام داخل ہے ہے

ماروں ۔ امام ثعلبی اُن علماے کبار سے ہیں جنکے کمال وثاقت پر اہل سنتہ کے بڑے بڑے علماء کا اعتراف موجود ہے اور یہ پہلا محسن اہل سنتہ ہے جسنے تفسیر لکھ کر سنیوں کو تفسیر نگاری کا طریقہ بتادیا ہے +

صادق ۔ واہ حضرت واہ ۔ ایسی معلومات کی بنا پر آپ ممتاز الافاضل کہلاتے ہیں ۔ جناب والا مفسر ثعلبی سنہ ۴۲۷ھ میں فوت ہوا ہی ملاحظہ ہو وفیات الاعیان لابن خلکان اور مفسر ابن جریر جسکی روایت میںنے تشحیذ میں نقل کی ہے وہ سنہ ۳۱۰ھ میں فوت ہوا ملاحظہ ہو تہذیب الاسماء نووی پھر آپ نے کس سے سن لیا کہ ثعلبی اول المفسرین اور پہلا محسن اہل سنتہ ہے جسنے تفسیر لکھ کر سنیوں کو تفسیر نگاری کا طریقہ بتادیا ہے ۔ ثعلبی کی نسبت علامہ سیوطی کا قول ہم پہلی مضمون میں نقل کرچکے ہیں اُنکی نسبت ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج السنتہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ بھی سن لیجیے ۔ لکھتا ہے ۔

وان کان غالب الاحادیث التی فیہ ای فی تفسیر الثعلبی صحیحہ ففیہ ما ھو کذب باتفاق اھل العلم و لھذا لما اختصرہ ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی و کان اعلم بالحدیث والسنۃ والفقہ منہ ای من الثعلبی والثعلبی اعلم باقوال المفسرین ذکر البغوی منہ اقوال المفسرین والنحاۃ و قصص الانبیاء فھذہ الامور نقلھا البغوی واما الحدیث فلم یذکرہ فی تفسیرہ شیئا من الموضوعات التی رواھا الثعلبی ‘‘ خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ تفسیر ثعلبی میں بعض ایسی باتیں بھی ہیں جنکے جھوٹ ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے مفسر بغوی نے جو ثعلبی سے علم حدیث و سنتہ و فقہ میں بڑھا ہوا تھا جب تفسیر ثعلبی کا اختصار کیا تو ثعلبی کی روایت کردہ موضوع حدیثوں کو چھوڑ دیا ۔ علاوہ بریں واضح ہو کہ ہم کسی عالم فاضل یا امام ہمام کے قول کو جب تک وحی الہی اور کتاب و سنتہ کی مہر اسپر نہ ہو ماننے کے لیے تیار نہیں حتی کہ ہم فہم صحابی کو بھی حجت نہیں جانتے پس ثعلبی کی مدحت نگاری مصنوعی سے اس موقع پر بجز تضیع اوقات کچھ فائدہ نہیں +

تحفہ کبیر

شیعہ مجتہدین وفات مسیحؑ کا اقرار کرتے ہیں!

برادر مکرم مرزا کبیر الدین احمد صاحب لکھنؤ نے چند شیعہ علماء کی دستی تحریریں وفات مسیح کے بارہ میں بھیجی ہیں جو ذیل میں شائع کی جاتی ہیں اور ان لکھنے والوں کے دستخطوں کا عکس دیا جاتا ہے تا سب پر حجت ہو (ایڈیٹر)

باسمہ سبحانہ

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ۔ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا لوگوں سے تم نے کہا ہے کہ خدا کو (یعنی مجھے) چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو خدا کہو اور پرستش کرو تو عیسیٰ نے کہا تو خدای پاک ہے میں کیونکر ایسی بات کہہ سکتا ہوں جو میری لیے شایاں نہیں ہے اگر میں نے کہا ہوگا تو تو جانتا ہوگا میرے دل کی بات تو جانتا ہے اور تیرے دل کی بات میں نہیں جانتا ہوں کیونکہ تو غیب کی بات کو جانتا ہے میں نے انسے کچھ نہیں کہا سوا اسکے جسکا تو نے مجھے حکم دیا تھا وہ یہ کہ (میں نے انسے کہا کہ) عبادت کرو اللہ کی جو میرا پیدا کرنیوالا ہے اور تمھارا پیدا کرنیوالا ہے (اے خدا) میں جبتک ان لوگوں کے بیچ میں تھا انکے اچھے برے کو دیکھتا رہتا تھا پس جب تو نے مجھے مار ڈالا اور انکے درمیان سے نکال لیا اسوقت تو خود ہی انکی حالتوں پر نگرانی کرنیوالا اور انکا دشمنوں سے بچانے والا اور دشمنوں کے شر و فساد کو انسے دفع کرنے والا اور رد کرنیوالا۔ یہ گفتگو اسوقت حضرت مسیحؑ نے کی ہے جسوقت خداوند دوجہاں نے مسیح سے یہ پوچھا تھا کہ کیا تمنے اپنی الکو

خدا پکارنے کا حکم دیا ہے اور یہ مسیح سے اس غرض سے پوچھا کہ خود مسیح کی زبان سے اپنی خدائی اور انکی بندہ ہونیکا اقرار کرا دیں اور انکو خدا کہنے والے خود انکی زبان سے اس بات کو سن لیں کہ وہ بندہ ہیں خدا نہیں ہیں اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي سے مقصود روح قبض کرنا اور موت ہے۔ پھر اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسیٰؑ کہاں گئے تو اسکا جواب یہ ہے کہ جیسے سب مرنیوالونکی روحیں خدا کے پاس جاتی ہیں اور جسم دفن کر دیا جاتا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کیلئے ہوا۔ پھر خداوند عالم سورۂ آل عمران میں ارشاد فرماتا ہے اذ قال الله یا عیسیٰ انی متوفیك و رافعك الیّ و مطهرك من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة یعنی جسوقت اللہ نے کہا کہ ای عیسیٰ میں خود تمھاری روح کو قبض کرونگا اور تمھاری روح کو اپنی طرف اٹھالوں گا اور تمکو کافروں کے شر سے محفوظ رکھونگا (وہ تمکو قتل نکر سکیں گے) اور تمھاری سچی پیروی کرنیوالونکو دلیل اور مذہبی بحث میں کافروں پر قیامت تک غالب رکھونگا (عیسائی لوگ حضرت عیسیٰؑ کے سچے پیرو نہیں ہیں کیونکہ ان لوگوں نے خدای کتاب کو جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی تحریف کر دیا اور انکی خدائی کے قائل ہو گئے حالانکہ انھیں خدائی کی قابلیت نہیں اور وہ باوجودیکہ نبی ہیں ان لوگوں نے انکو گنہگار بتلایا ہے یہ سب باتیں انہی کے مذہب اور کتابوں سے ثابت ہیں۔ پھر خداوند عالم سورۂ نساء میں فرماتا ہے وما قتلوه یقینا بل رفعه الله الیه یعنی عیسیٰؑ کو دشمنوں نے قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے پہلے انکو دشمنوں سے بچا لیا اسکے بعد انکی روح قبض کرکے اپنی طرف اٹھا لیا جب قیامت آنیوالی ہوگی اسوقت خدا انکو پھر زندہ کریگا فقط اس آیت سے حضرت عیسیٰؑ کا بجسم خاکی آسمان پر جانا ثابت نہیں ہوتا۔

سید راحت حسین الرضوی مجتہد العصر
مقیم حال حسین آباد ضلع مونگیر
مورخہ ۲۱ رجب سنہ ۱۳۵۸ھ

پس ہر گاہ کہ وفات دی تو نے مجھکو تھا تو نگہبان اوپر ان کے اور تو اوپر ہر چیز کے گواہ ہے یہ آیت کا ترجمہ فلما تا شہید تک ہو اسکو سلطان العلماء نے اپنے ترجمہ قرآن شریف میں لکھا ہے صفحہ ۶۸ محمد علی شاہ اودہ کے زمانہ کا چھاپہ ہے سنہ ۱۲۵۳ھ مولوی سید علی صاحب ابن سید دلدار علی صاحب ابن سید محمد صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ

حکیم سید احمد آغا کاظمی فیض آباد

آنحضرتؐ کی پیشگوئی تزویج مسیح موعودؑ

حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۸ پر ہے وفی آخرانہ یتزوج فی الغرب - والغرب دلو البلادیۃ یرید انہ یتزوج منہا و تلد زوجتہ - مسیح موعود غرب میں نکاح کریگا غرب کے معنے لسان العرب میں ہیں اغترب الرجل نکح فی الغرائب وتزوج الی غیر اقاربہ یعنی غیر اقارب میں نکاح ہوگا چنانچہ مسیح موعود کہ فارسی الاصل ہیں مغول قوم سے آپ کا نکاح خاندان سادات میں ہوا اور یوں یہ پیشگوئی پوری ہوی جو زبان رسالت پناہ سے تیرہ سو سال پہلے کی گئی +

تکلم فی المہد عیسیٰ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یتکلم فی المہد الا عیسیٰ وشاہد یوسف وصاحب جریج وابن ماشطہ فرعون وقال الخفاجی الذین تکلموا فی المہد احد عشر نظمہم الجلال الدین السیوطی وقال قتادۃ فی المہد وکہلا یعنی یکلمہم صغیرا وکبیرا عن مجاہد قال الکہل الحلیم +

۳ - فرمایا رسول کریم نے کہ مہد میں عیسیٰ اور شاہد یوسف اور صاحب جریج اور ابن ماشطہ فرعون نے کلام کیا اور جلال الدین سیوطی نے ۱۱ نام لکھے ہیں قتادہ نے کہا کہ فی المہد و کہلا کے معنے ہیں کہ جو بچپن اور بڑھاپہ میں کلام +

شیعہ علم کلام

معلوم ہوتا ہے تشیحذ میں یہ ایک مستقل عنوان قائم کرنا پڑے گا کیونکہ شیعہ مزخرفات کی کوئی حد نہیں ایک لطیفہ تو آپ سید صادق حسین صاحب اٹاوی کے مضمون میں مطالعہ فرما چکے جہاں اور داڑھی کے بال پکڑنے کو شیعہ جودت طبع نے پیار کی علامت ٹھہرایا ہے آج دعوت حق ایک رسالہ دیکھتے ہوئے شیعہ علم اللسان کا قائل ہونا پڑا۔

حضرت ابو جعفرؒ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کے حق میں فرمایا ھُمَا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا عَلَی الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَیْہِ فَعَلَیْھِمَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عبارت اپنے مطلب میں صاف ہے کہ وہ دونو امام عادل و منصف تھے حق پر قائم رہے اسی پر وفات پائی پس ان پر اللہ کی رحمت قیامت کے دن تک۔ مگر شیعہ علم لغت ہی جدا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ وہ دونو اہل نار کے امام ہیں۔ (ائمۃ یدعون الی النار) **عادل** یعنی حق سے عدول کرنیوالے (والذین کفروا بربھم یعدلون) **قاسط** یعنی ظالم جہنم کا ایندھن (اما القاسطون فکانوا لجھنم حطبا) **کانا علی الحق** یعنی علیؑ کے خلاف چلتے رہے **ماتا علی الحق** یعنی عداوت حق پر مرے اور نادم ہوئے **فعلیھما رحمۃ اللہ** ۔ رحمۃ اللہ یعنی رسول خدا (رحمۃ للعالمین) ان دونو کے خلاف دشمن ہونگے قیامت کے دن۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہو تو پھر اس پر کچھ کہنا لاحاصل ہے

فلسطین میں یہودی | ہمارے کلمہ گو بھائی اس خبر سے گھبرا رہے ہیں کہ یہودیوں کو فلسطین میں بسنا پھر رہنے کی اجازت دیگئی بلکہ اب انہی کا عمل دخل ہوگا۔ انکا ایک جلسہ بھی ہو چکا جس میں بہت روپیہ جمع کر کے پھر سے وہاں بستی کی تجویز پاس کیگئی اور دنیا جہان کے یہودی اپنے وطن سابق پر لوٹینگے۔ قرآن مجید کی پیشگوئی اس بارہ میں ایسی صاف ہے کہ مسلمان اسے بطور حجت ملزمہ غیر مذاہب والوں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں کہ جو کچھ آج ہو رہا ہے اور عجیب سمجھا رہا ہے اسکی خبر تیرہ سو سال پیشتر دیجا چکی ہے۔ وقلنا من بعدہ لبنی اسرائیل اسکنوا الارض فاذا جاء وعد الاخرۃ جئنا بکم لفیفا ۝ اور ہم نے بنی اسرائیل سے کہا اس زمین میں

ہو اور جب آخری وعدہ آیا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر اکٹھے کر دینگے وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا سے ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی ہے چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے اور یہودی اپنے آبائی وطن میں سمٹ سمٹا کر اکٹھے ہونے لگے ہیں پس جب خدائی نوشتے بہرحال پورے ہونے ہیں تو ہم کیوں ایسے پریشان ہوں البتہ یہ سوچنا چاہیے کہ جو لوگ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ اور اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ہمارے مقابلہ میں پیش کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ چونکہ بیت المقدس پر ہم قابض ہیں اسلیے ہم ہی صالح ہیں اور خانہ کعبہ کے متولی ہم ہیں اسلیے ہم متقی ہیں اور ہمارا فرقہ سچا ہے وہ اب غور کریں کہ خدا نے انکو عملی رنگ میں جواب دیا ہے ۔

ظہور المہدی کا ایک نسخہ

احباب کو معلوم ہے کہ میں نے ایک کتاب لکھی تھی جسمیں علاوہ ثبوت دعاوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام عقائد احمدیہ درباره الله ۔ ملائکہ ۔ رسل ۔ کتب ۔ تقدیر ۔ بدلائل آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ مندرج تھے یہ کتاب ۱۹۰۵ء تک کے تمام احمدیہ لٹریچر کی جامع اور نہایت باریک خط کے ساتھ ۳۵۲ صفحہ پر آئی تھی ۔ یہ کتاب ختم ہو چکی ہے اور نایاب ہے ۔ ایک نسخہ مل گیا جو صاحب دس روپے دینگے انہیں مل سکے گا ۔ تشحیذ قادیان سے ۔

احباب کرام توجہ فرمائیں جن احباب نے ابھی تک ۱۹۱۹ء کی قیمت ادا نہیں کی یا انکی قیمت دوران سال کے کسی مہینہ میں ختم ہو چکی ہے ان سب کے نام بقایا یا پیشگی وصولی کیلیے وی پی بھیجے گئے ہیں وصول کرنیوالوں کا شکریہ ۔ اور جن صاحبان نے باوجود پہلی اطلاع دینے کے واپس کر دیے وہ خود ہی فرمائیں کیا ہمیں نقصان پہنچانا ٹھیک تھا بحالیکہ رسالہ باقاعدہ شائع ہوتا ہے اور بھیجا جاتا ہے ۔

دوسری عرض ابھی تک تشحیذ کا قرض ادا نہیں ہو سکا جسکے لیے حسب تحریک حضرت خلیفۃ المسیح اپیل کیجا چکی ہے جن احباب نے ابھی تک اس کارِ خیر میں حصہ نہیں لیا وہ توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں ۔ خریداروں کی تعداد بڑھانا بھی ایک صورت امداد ہی ہے ۔ یہ رسالہ غیر احمدیوں کے لیے بھی مفید ہے آپ نمونہ دکھا کر انہیں خریدار بنائیے ۔ مینیجر تشحیذ ۔

جس کا درد وہی جانتا ہے دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یوں تو کوئی بھی ایسا مرض نہیں جسکی تکلیف سے مریض نالاں و پریشان نہ ہو لیکن افسوس بدقسمتی سے دمہ کے مریض خاصکر ناقابل برداشت تکلیف دمہ سے بہت ہی پریشان ہوتے ہیں اور راتدن سانس پھولنے کی وجہ سے دم نکلی جاتی ہے اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے جیسی آج انکو کسقدر تکلیف ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کا علاج عرض کی بازاری دوا جو زیادہ تر نشیلی اشیاء دھتورہ بھنگ بلاڈونا پیاس او ڈائمہ وغیرہ ڈالکر بنتی ہیں اس سے فائدہ ہونا درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے ڈاکٹر ایس کے برمن کی کیمیاای اصول سے بنی ہوئی ہے دمہ کی دوا ایک انمول جوہر ہے یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفا پاکر مداح ہیں آپنے بہت کچھ خرچ کیا ہوگا لیکن ایکمرتبہ اسے بھی آزمائیں اسمیں نقصان نہیں قیمت عہ فی شیشی محصولڈاک ۵ر

اس دوا کے دو خاص فوائد ہیں (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے (۲) اور کچھ روز کے استعمال سے جڑ سے جاتا رہتا ہے اور جبتک استعمال میں رہے دورہ نہیں ہوتا ہے،

درد سر و ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد جیسے ٹیک، چمک، ٹیس، کن کنی وغیرہ سے چاہی جسقدر تکلیف ہو اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتا ہے دردسر کیواسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فائدہ ہے نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو اس دوا سے فوراً جاتا رہتا ہے صرف یہی نہیں ہے اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو اڑا جاتا ہو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے قیمت ۱۲ گولیوں کی ایک شیشی ۶ر محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک پانچ آنہ ۵ر)

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی جلدی بیماری کی دوا

یہ تیل کئی ایک مفید دیسی اور ولایتی اسپتال کی تجربہ کی ہوئی دوائیوں سے بنایا گیا ہے اس سے ہر اقسام کی جلدی بیماری یعنی چمڑے کا مرض مثلاً خارش کھجلی چھاجن ناپرس وغیرہ رفع ہوتے ہیں برص سے خراب ہوئے چمڑے میں بھی یہ اچھا فائدہ دکھلاتا ہے مگر اس حالت میں تیل لگانے سے پورا فائدہ نہیں ہوتا ہے اسوجہ سے تیل لگانیکے ساتھ ہی خون صاف کرنے والی دوا ایڈ ووڈ اینٹ سالسہ بھی حسب ہدایت استعمال کرنا چاہیے۔ قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ایک سے چار تک ۵ر

سالسہ قیمت عا　　محصول ۸ر

ڈاکٹر ایس کے برمن پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ